کافروں پہ تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ ﷺ کی

کتاب مستطاب، نافع شیخ وشاب،
دافع ظلم و فساد مسمیٰ بہ

تزویج النساء فی تحریم النکاح

المعروف

نکاح کا شرعی حکم

مصنف
خلیفۂ مفتیٔ اعظم ہند مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی دامت برکاتہم العالیہ

منجانب
بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ
دبئی برانچ

مکتبۂ رضا
CA-17 الفلاح ہاؤسنگ سوسائٹی،
شاہ فیصل کالونی، کراچی۔

کافروں پر تیغ والا سے گری برق غضب ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی ﷺ

کتاب مستطاب، نافع شیخ و شباب دافع ظلم وفساد

تزویج النساء فی التحریم النکاح

تزویج النساء فی تحریم النکاح

المعروف

نکاح کا شرعی حکم

مصنف

خلیفہ مفتی اعظم ہند

مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی دامت برکاتہم العالیہ

یک نگاہ

نام رسالہ	تزویج النساء فی التحریم النکاح
المعرف	نکاح کا شرعی حکم
مصنف	حضرت علامہ محمد عبدالوھاب خان قادری رضوی مدظلہ العالی
کمپوزنگ	بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ
کل صفحات	124
سن طبع	سنہ ۲۰۰۱ بمطابق ۱۴۲۱ھ
قیمت	
ناشر	بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ (دبئی برانچ)
ملنے کا پتہ	مرکزی دفتر مکتبہ رضا
	CA-17 الفلاح سوسائٹی شاہ فیصل کالونی
	فون: 4576197
	مکتبہ رضویہ آرام باغ

شرف انتساب

فقیر اپنی اس تالیف ناچیز کو حضور پر نور مولیٰ الکریم فقیہ العظیم فریدالدوراں قطب زماں وحید قرآں سیدی وسندی ومرشدی مولانا الحاج آل رحمٰن مصطفیٰ رضا خاں المعروف مفتی اعظم ہند (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے نام ونامی واسم گرامی سے منسوب کرتا ہے جن کی نگاہ کرم نے بے شمار لوگوں کو قعر وضلالت وگمراہی سے نکال کر جادہ مستقیم پر گامزن فرمایا جن کا فیضان کرم آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

فقیر ابوالرضا محمد عبد الوہاب خان القادری الرضوی غفرلہ

تقریظ جلیل

فاضل اجل، عالم بے بدل، علامہ مولانا محمد اختر رضا خاں ازہری دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشین آستانہ رضویہ جانشین مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ بریلی شریف

۷۸۶
نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین۔ میں نے یہ چند صفحات رسالہ ہدایت قبالہ مصنفہ
محب محترم حضرت مفتی محمد عبدالوہاب قادری رضوی کے بہ عجلت ملاحظہ کیے۔ بہت خوب ہیں
اور حضرت مفتی صاحب نے احقاق حق وازہاق ناحق وہدایت مسلمین ونصح مومنین کا حق ان مختصر
کلمات میں بخوبی ادا کیا ہے۔ مولائے کریم قبول عام بخشے اور سنیوں کو اس سے فیض تام مرحمت
فرمائے اور اصلاح خاص وعام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین
فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۷۸۶

۹۲

نحمدہ ونسلی علیٰ رسولہ الکریم والہ واصحبہ اجمعین

میں نے یہ چند صفحات رسالہ ہدایت قبالہ مصنف محب محترم حضرت مفتی محمد عبدالوھاب قادری رضوی کے باعجلت ملاحظہ کئے۔ بہت خوب ہیں اور حضرت مفتی صاحب نے احقاق حق وازہاق ناحق وہدایتِ مسلمین ونصح مومنین کا حق ان مختصر کلمات میں باخوبی ادا کیا ہے مولائے کریم قبول عام بخشے اور سنیوں کو اس سے فیض تام مرحمت فرمائے اور اصلاح خاص وعام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وصحبہ اجمعین۔

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

تقریظ جمیل

حضرت علامہ مولانا پروفیسر قاری ریاض احمد بدایونی مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نجی زندگی اور قومی زندگی کے لئے رہنماء اصول پیش کرتا ہے۔ مفید چیزوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور معاشی وروحانی زندگی میں جو اشیاء ضرر رساں ہے ان کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔

قبل از اسلام دیگر شعبوں کی طرح ازواجی شعبے میں بھی بے قاعدگیاں تھیں۔ یہودیت اور عیسائیت کا دور اسلام سے قبل تھا لیکن ان دونوں مذہبوں نے اس شعبے میں اصلاحات اور مسائل کو حل کرنے کی سعی وکاوش نہیں کی۔

اللہ عزوجل نے بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور اس طرح تاکید فرمائی۔

وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهو شيأ ويجعل الله فيه خيراً كثيراً ه وان اردتم استبدال زوج مكان زوج و اتيتم احدهن قنطاذا فلا تا خذوا منه شيئاً اتا خذونه بهتانا واثما مبينا ه و كيف تا خذو نه وقد افضى بعضكم الى بعض و اخذن منكم ميثاقاً

غلیظاً. (سورہ نساء ۱۹تا۲۱)

اور اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے زندگی بسر کرو۔ پھر اگر تم ناپسند کرو انھیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ نے (تمھارے لئے) اس میں خیر کثیر۔ اور اگر تم ارادہ کرلو کہ بدلو ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ اور دے چکے ہو تم اُسے ڈھیروں مال۔ تو نہ لو اس مال سے کوئی چیز کیا تم لینا چاہتے ہو اپنا مال (زمانہ جاہلیت کی طرح) بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے اور کیوں کر واپس لیتے ہو حالانکہ مل جل چکے ہو تم ایک دوسرے سے اور وہ لے چکی ہیں تم سے پختہ وعدہ۔

قرآن کریم نے تفصیل سے فرمادیا کہ کون سی عورتوں سے نکاح حرام ہے۔ طلاق وعدّت کے قوانین بھی بیان کردیئے۔ جن باتوں میں رضائے الٰہی ہے وہ بھی بیان کردیں اور جن امور میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے وہ بھی بیان کردیئے۔

زن وشوہر کے پاکیزہ تعلق کو ان حسین الفاظ سے بیان کیا۔

هن لباس لكم و انتم لباس لهن (سورۃ البقرہ آیت ۱۸۷)

وہ تمھارے لئے لباس، زینت وآرام ہیں۔ تم ان کے لئے پردہ، زینت وآرام ہو۔

اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر محافظ ونگراں قرار دیا۔ اور فرمایا

الرجال قوامون على النساء بما فضل الله بعضهم على بعضٍ و بما انفقوا من اموالهم ۔ (سورۃ النساء آیت ۳۴)

مرد محافظ ونگراں ہیں عورتوں پر، اس سبب کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اسی وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنا مال (بیویوں کی ضرورت اور آرام کے لئے)

مرد اور بیوی دونوں کے حقوق ہیں۔ ہاں البتہ مرد کو فضیلت دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ولهن مثل الذى عليهن بالمعروف و للرجال عليهن درجة ط
و الله عزيز حكيم ٥ (سورۃ البقرہ آیت ۲۲۸)

اوران کے بھی حقوق ہیں (مردوں پر) جیسے مردوں کے حقوق ہیں ان پر دستور کے مطابق۔ البتہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اللہ تعالیٰ عزت والا حکمت والا ہے۔

منٹ گمری واٹ نے Muhammad at madina کتاب لکھی اور اسلام کی مخالفت میں قلم اُٹھایا تعدّد ازواج پر خوبیوں کو خامیاں بنا کر پیش کیا۔ اس کتاب کے صفحہ ۲۷۵ پر لکھتا ہے۔

European scholars have recognized that this verse of the quran is an exhortation and not a restriction and have further asserted that there are no clear cases of polygyny at madina before islam.

مغربی علماء نے قرآن کی اس آیات سے یہ نتیجہ نکالا کہ اس تعدّ دنکاح کی ترغیب دی جارہی ہے۔ان پر پابندی نہیں لگائی جارہی ماہرین مغرب نے اس پر بھی زور دیا کہ مدینہ میں اسلام سے پہلے کثرتِ ازواج کی مثالیں مفقود ہیں۔

ان مغربی ماہرین کی آراء پڑھ کروہ نام نہاد مسلمان جو اسلامی شریعت کو قرآن وحدیث یا علمائے حق سے لینے کے بجائے مستشرقین کا ہی مطالعہ کرتے ہیں وہ بھی اسلام کے بعض قوانین سے ناخوش رہتے ہیں اور غالباً اس دین کے پیروکار ہونے پر ندامت وخجالت بھی محسوس کرتے ہیں۔جیسے تعدد ازواج کا مسئلہ جس کی وضاحت وصراحت کا موقع محل نہیں ہے۔حالانکہ منٹگمری واٹ اوراس کے ہمنواؤں کارد کرنے کے لئے ان کا ہم مسلک ''جارج سیل'' لکھتا ہے

Several learned men have fallen into the vulgar mistake that Muhammad granted to his followers an unbounded plurality.

(The Quran page no:103)

کئی پڑھے لکھے سمجھ دار لوگ اس عامیانہ غلطی میں مبتلا ہیں کہ پیغمبرِ اسلام حضرت محمد ﷺ نے اپنے ماننے والوں ،پیروکاروں کو لاتعداد ازواج رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

طلوع اسلام سے قبل ہر ملک و مذہب میں تعدّ دازواج کی **اباحت** کا دور دورہ تھا ۔یہودیت ونصرانیت الہامی مذہب تھے لیکن انھوں نے اس بے راہ روی کو ختم کرنے

کی کوشش بھی نہ کی۔ غیر الہامی مذہب سے شکوہ بیکار ہے۔

جب اسلام نے ازدواجی زندگی کو قوانین وضوابط میں ڈھالا تو یہودیت و نصرانیت نے اسلام پر الزامات لگانا شروع کردیئے اور افتراء کیا کہ قبل اسلام تعدّد ازواج کی رسم نہ تھی۔

اس عنوان کے لئے علیحدہ ضخیم مضمون کی ضرورت ہے۔ آج ہمارے معاشرے کا مسئلہ جو سب سے اھم ہے وہ یہ ہے کہ کافر ومنافق سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟

حدیث میں ارشاد ہوا۔

لا تجالسوھم ولا تواکلوھم .ولا تشاربوھم ولا تصلومعھم .ولا تصلو علیھم

اے مؤمنو! تم (ان نئے فرقے والوں) کے قریب نہ بیٹھو نہ انکے ساتھ کھاؤ نہ انکے ساتھ پیو نہ انکے ساتھ نماز پڑھو اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھو۔

اور ایک مقام پر ہے۔ ولا تناکحوھم نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرو۔

محبت والی آنکھ عیوب نہیں دیکھنے دیتی۔ اگر شادی بد مذہب سے کی تو محبت کے سبب عیب ہنر نظر آئے گا۔ اور اس طرح بچوں کے عقائد کی حفاظت نہیں ہوسکتی۔ جبکہ فریقین میں سے ایک بد مذہب ہو تو نکاح قائم نہیں رہتا۔

نکاح کا مقصود اصلی تین چیزیں ہیں۔ محبت...... دائمی گھر کی آبادی...... اور پرورشِ اولاد...... لیکن اختلاف مذہب کی وجہ سے تینوں چیزیں مفقود ہو جائیں گی۔ زن وشوہر کا نہ تو دل ملے گا۔ دل نہ ملنے سے گھر میں رونق وآبادی نہ ہوگی اور پرورش اولاد

میں بھی فساد پیدا ہوگا۔ ماں چاہے گی بچہ میرا مذہب اپنائے اور باپ چاہے گا کہ میرے مذہب پر چلے۔قرآن نے کہا کہ

ولامة مومنة خير من مشركة ولو اعجبتكم

بیشک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے اگر چہ وہ (مشرکہ) تمہیں بھاتی ہو۔
معلوم ہوا کہ مسلم عورت اگر چہ لونڈی ہو مشرک بد مذہب سے افضل ہے خواہ بد مذہب عورت مالدار حسن و جمال والی ہو۔ کیونکہ صورت سے سیرت بہتر ہے
اے مسلمانو! اپنی بچیوں کا نکاح صرف صحیح العقیدہ مسلمانوں سے کراؤ۔اور کسی مسلم عورت کا نکاح کسی بدعقیدہ سے نہ ہونے دو۔ جب تک کہ وہ سچا ایمان نہ لے آئے اس لئے بھی کہ مسلمان عورت بدعقیدہ کی بیوی بن کر رہے یہ سخت بے غیرتی ہے۔
زن وشوہر میں جو ربط ہے وہ دوستی ہی کا دوسرا نام ہے اور کافر و منافق سے دوستی کرنا تعلق باللہ ختم کرنے کے مترادف ہے۔زن وشوہر کا تعلق تو ہم خود پیدا کرتے ہیں اور جو تعلق اللہ نے بنایا جسے توڑنے کا ہمیں اختیار بھی نہیں ان سے محبت اور دوستی کے بارے میں قرآن کیا حکم دیتا ہے معلوم کرتے ہیں۔

يا ايها الذين امنوا لا تتخذوا اباء كم واخوانكم اولياء ان استجبوا الكفر على الايمان ومن يتولهم منكم فاولئك هم الظلمون (التوبہ ۲۳)

اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائی کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہے۔

ومن یتولھم منکم فانه منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمین

(المائدہ۵۱)

اور تم میں جو ان سے دوستی کرے تو بے شک وہ انھیں میں سے ہے بے شک اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں کرتا۔

سورۂ توبہ میں ہے

قل ان کان اباء کم وابناء کم واخوانکم و ازواجکم وعشر تکم و اموال ، اقترفتموھا وتجارۃ تخشون کسادھا ومسکن ترضونھا اجب الیکم من اللہ ورسوله وجھاد فی سبیله فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ .واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین (التوبہ۲۴)

اور تم فرماؤ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری عورتیں اور تمھارا کنبہ اور تمھاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمھیں ڈر ہے اور تمھارے پسند کے مکان۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے پیاری ہوں تو رستہ دیکھو، یہاں تک کے اللہ اپنا حکم لائے۔ اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

مذکور بالا آیت قرآنی سے ثابت ہوا کہ کافر و منافق اللہ و رسول ﷺ کے دشمن ہیں۔ کافر و منافق دین مصطفے ﷺ کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کو ''شر البریه'' فرمایا یعنی مخلوق میں سب سے بدتر۔ کافر و منافق تمام مخلوق میں ذلیل

ہیں اسلئے مومن کو چاہیئے کہ ان سے دوستی نہ کریں اور نہ ان سے نکاح کریں۔

نکاح بھی دوستی ہی ہے۔بچوں کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے۔شوہر کا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے بڑھ کر اللہ نے کسی کو علم نہیں دیا لیکن ماں کا عقیدہ خدانخواستہ یہ ہے کہ شیطان کا علم سرکار سے زیادہ ہے۔باپ بچے کو جو سکھائے گا ماں اسکے برعکس سکھائے گی تو زندگی اجیرن ہو جائے گی جو نکاح آسائش وآرام اور راحت کے لئے کیا۔اب دونوں برسرِ پیکار ہو جائیں گے یا شوہر کا عقیدہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ سے زیادہ عمل میں کوئی نہیں۔اللہ عزوجل اپنے محبوب ﷺ سے فرمارہا ہے کہ

طه ماانزلنا علیک القرآن لتشقی (سورۃ طٰہٰ آیت ا پارہ ۱۶)

یعنی اے پیارے ہم نے قرآن اس لئے نازل نہ فرمایا کہ آپ مشقت میں پڑ جائیں

مگر بیوی اپنا عقیدہ سکھائے گی کہ سرکارِ دو عالم ﷺ سے اُمتی بسا اوقات عمل میں بڑھ جاتا ہے اور ایسے ہی عقائد تضاد کا سبب بن جائیں گے اسی لئے مومن کا نکاح کافر یا منافق دونوں سے منع ہے۔

نکاح تو بڑی بات ہے ظالم و کافر یا منافق کے پاس بیٹھنا منع ہے اللہ فرماتا ہے

لا تعقد بعد الزکر مع القوم الظلمین (پارہ سات)

یعنی یاد آنے کے بعد ظالم کے پاس نہ بیٹھ

اب غور طلب بات یہ ہے کہ بیوی ظالم ہے تو اس کی صحبت میں تو دوام ہے ذرا دیر بیٹھنا اللہ کو گوارا نہیں تو زندگی بھر کیسے بیٹھا جائے اور عقائد کی خرابی سے بڑھ کر کون سا ظلم

ہے۔

بدعقیدہ سے نکاح حرام ہونے کے لئے ایک یہی آیت کافی ہے۔

آخری گذارش

لوگ ہر معاملہ میں specialist اور ماہر سے مشورہ لیتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں بے راہ رو ہوتے جارہے ہیں۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ دینی رہنما سے رہنمائی لی جائے یعنی ایسا عالم جو باعمل بھی ہو اور سلسلہ بیعت منقطع نہ ہوا ہو اُس کے ساتھ رہنے سے یہ معلومات ہوتی رہیں گی اور آدمی کو صحیح راستہ مل جائے گا۔ اسی کا نام پیری مریدی ہے۔

بے عمل پیروں نے اسی اعلیٰ منصب کو خوب بدنام کیا ہے۔ نام نہاد پیروں کا اسلام ہی سے کوئی واسطہ نہیں چہ جائے کہ وہ رہبری کا فریضہ انجام دیں زیر نظر مقالہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الوہاب خان قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ کا ہے۔ حضرت والا نے تزویج النساء لکھ کر ہم پر احسان فرمایا۔ اللہ کریم اس کی جزائے خیر عطا فرمائے۔ اور ہمیں عمل کی توفیق سعید بخشے اور اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر میں برکت عطا فرمائے اور اہلسنت پر آپ کا سایہ صحتیابی کے ساتھ تادیر قائم رکھے۔

آمین یارب العلمین

فقط

پروفیسر قاری ریاض بدایونی

تقریظ جمیل

حضرت علامہ مولانا ندیم احمد قادری رضوی مدظلہ العالی

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

امابعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

حضور اکرم ﷺ نے جہاں قیامت کی اور بہت سی نشانیاں وعلامات ارشاد فرمائیں ان میں سے ایک وہ ہے جسے بخاری شریف کتاب العلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا عن النبی ﷺ قال یقبض العلم و یظھر الجھل یعنی حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت غالب ہوگی پھر دوسری حدیث میں علم کے اٹھائے جانے سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت فرمائی۔

انّ اللہ لا یقبض العلم انتزاعاً ینتزعہ من العباد تکن یقبض العلم یقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذالناس رؤسا جھّالا فسئلو فافتُوا بغیر علم فضلّوا و اضلّو.

یعنی اللہ عزوجل علم یوں نہیں اُٹھائے گا کہ بندوں کے سینوں سے چھین لے ہاں علماء کو اُٹھا کر علم بھی اُٹھالے گا یہاں تک کہ جب کوئی عالم باقی نہ رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا پیشوا بنالیں گے ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا یہ بے علم کے فتویٰ دیں گے خود بھی گمراہ ہونگے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

آج ہم جس سوسائٹی میں موو (move) کررہے ہیں اس میں علم وعلماء کا حال

ملاحظہ کیجئے اور قرآن وحدیث نے جس علم وعلماء کا ذکر کیا ہے اور صحابہ کرام نے علم وعلماء کی جو تعریف کی ہے اسے دیکھئے تو اندازہ ہوگا کہ مذکورہ حدیث جس میں فرمایا کہ علم اُٹھالیا جائے گا ہمارے اس دور پر صادق آتی ہے۔

آیات قرآنی اور احادیث نبوی میں جن لوگوں کو اولوا العلم وعلماء فرمایا گیا ان سے مراد وہ اہل علم ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جن کے دل ودماغ علم شریعت سے روشن ہوں اور جن کے سینے نورِ علم سے منور ہوں اور ان کے اعمال و اشغال اور تمام مصروفیات احکام شریعت کے تابع ہوں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''زیادہ باتیں بنانا علم نہیں علم خشیت وخوف الٰہی کا نام ہے۔''

حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''صحیح معنی میں فقیہہ و عالم وہ شخص ہے جو نہ لوگوں کو رحمت حق سے نا اُمید کرے اور نہ انھیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر جری بنائے نہ عذاب خدا سے انھیں بے خوف ہونے دے اور قرآن کے علاوہ کوئی دل اُسے اپنی طرف راغب نہ کر سکے'' فی زمانہ اس معیار پر لوگوں کو پرکھیے اور بتائیں کتنے ہیں جن میں صفت علم پائی جاتی ہے اور وہ عالم کہلانے کے حق دار ہیں یقیناً بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اس معیار پر پورے اترتے ہیں تو اسکا واضح مطلب یہ ہے کہ علم اُٹھتا جارہا ہے کہ علماء رخصت ہوتے جارہے ہیں آج جنھیں علماء کہا اور سمجھا جاتا ہے ان میں اکثریت ایسوں کی ہے جنھوں نے دنیا کو اپنا قبلہ مقصود بنا رکھا ہے۔

مشکواۃ شریف کتاب الرقاق میں ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

فو اللہ لا الفقرا اخشیٰ علیکم و لکن اخشیٰ علیکم ان تبسط

علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما
تنا فسوھا وتھلککم کما اھلکتھم
یعنی اللہ کی قسم مجھے تم پر فقر کا خوف نہیں میں اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا کھول دی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کھول دی گئی اور تم اس میں محبت ورغبت کرنے لگو جیسے ان لوگوں نے کی اور دنیا تمھیں اس طرح ہلاک کردے جس طرح انھیں کیا۔

دنیا کی زیب وزینت دیکھ کر اس پر مائل ہیں ان میں کتنے تو ایسے ہیں جب تک بھاری بھر کم منہ مانگی فیس (نذرانے) وصول نہ کرلیں تبلیغ دین کے لئے ٹس سے مس نہیں ہوتے کچھ ایسے ہیں جو ایڈوانس (پیشگی رقم) لیتے ہیں بعضے سب کو راضی کرنے کے چکر میں رب کو ناراض کئے صلح کلیت کا راگ الاپ رہے ہیں

عالم ومفتی کو چاہئے کہ وہ اپنے قول وفعل سے ایسی بات کا اظہار کرے جس میں مسلمانوں کی بھلائی ہو اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کی بھلائی کافروں بدمذہبوں گمراہ وبے دین لوگوں سے دوری ونفرت میں ہے ہمارے اکابر نے اسی بات کا درس دیا اور عمل کر کے دکھایا وہ لوگ جو نفاق کے لبادے میں تھے اپنی شب وروز کی کوششوں سے انکے نفاق کا پردہ چاک کیا خصوصاً وہابیہ دیابنہ کے فریب کو آشکارا کیا لیکن افسوس بزرگوں نے بڑی تگ ودو کے بعد جس کام کو انجام دیا تھا آج اُن کی کاوشوں پر یوں پانی پھیرا جارہا ہے کہ کافروں اور گمراہ لوگوں سے اتحاد کا درس دیا جارہا ہے جو اسلامی تعلیمات کے صریحا خلاف ہے پھر قابل غور یہ بات ہے کہ

۱...... جب ہم اہل سنت و جماعت (بریلوی) ایٹی پرسنٹ (اسی فیصد) ہیں اور باقی سب گمراہ و بے دین ٹونٹی پرسنٹ (بیس فیصد) تو اکثریت کو اقلیت سے ملنے کی کیا تُک ہے؟

۲...... اغیار سے یاری اور اخیار سے بیزاری کس شریعت کا مسئلہ ہے؟

۳...... اگر ضد و انانیت کو بالائے طاق رکھ کر آپس میں متحد ہو جائیں تو کسی بد مذہب کی ضرورت باقی رہتی ہے؟

۴...... اگر وہابیوں سے اتحاد اتنا ہی ضروری ہے تو تمام علماء اہل سنت نے اس ضرورت کو محسوس کیوں نہیں کیا؟

لوگ اتحاد کا گیت گا رہے ہیں جبکہ دیو بندی وہابی، اہل سنت (بریلوی) کی مخالفت کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے میلاد مصطفیٰ ﷺ کا جب بھی جلوس نکلا پتھر برسائے کوئی شہید ہوا کسی کو زخمی کیا سُنی قائدین پر گولیاں برسائی گئیں رجب المرجب کا مہینہ آیا نیاز و فاتحہ کے خلاف پمفلٹ، پوسٹر دیواروں پر چسپاں کئے گئے تمھارے معتقدات و معمولات کے خلاف آئے دن کتابیں چھپ رہی ہیں تقریروں میں زہر اُگلا جا رہا ہے غرض ہر طرح اہل سنت (بریلوی) کی مخالفت و دشمنی ایسے میں ان سے اتحاد حماقت نہیں تو اور کیا ہے خدارا کچھ تو عقل کے ناخن لیجئے۔ بچھو سے وفا کی اُمید رکھنا نادانی ہے کفر و اسلام یکجا نہیں ہو سکتے الکفر ملة واحدة کفر ایک ملت ہے کافر مومن کے ساتھ کبھی مخلص نہیں ہو سکتا بچھو کی فطرت میں کاٹنا ہے اسے جب بھی موقع ملے گا وہ ڈس لے گا۔

وہابی دیوبندیوں سے رعایت برتنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے مصافحہ ومعانقہ ہوا پھر دعوتیں ہونے لگیں عیادت وتعزیت کی جانے لگیں اب نوبت یہاں تک پہنچی کے شادی بیاہ کے معاملات شروع ہوگئے حق وباطل کا فرق مٹ گیا دیکھا آپ نے اتحاد کا درس کیا رنگ لایا ایمان گیا زنا وبدکاری ہونے لگی ایسے حالات میں درد رکھنے والا دل کُڑھتا ہے سنیت آج جتنی مظلوم وکسمپرسی کے عالم میں ہے شاید کبھی رہی ہو مگر یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ اس گئے گزرے دور میں ایسی شخصیت ہم میں موجود ہے جن کے شب وروز اسلام اور سنیت کے لئے وقف ہیں جو اسلاف کا مظہر ہیں جن کی سیرت وکردار پیارے مصطفیٰ ﷺ کی ادائیں ہیں اللہ تعالیٰ نے جنھیں دین کی خدمت کے لئے چُن لیا جنھیں دیکھ کر خدا یاد آتا ہے جنھیں دیکھنا عبادت ہے امر بالمعروف نہی عن المنکر جن کی طبیعت میں داخل ہے استغنا ایسا کہ دنیاوی اعتبار سے نہ کسی سے غرض ومطلب نہ لالچ وطمع اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے عداوت یہ ہیں نائب مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبد الوھاب خان قادری رضوی نوری دامت برکاتہم العالیہ کبھی ایسا نہ ہوا کہ کسی نے خلاف شرع کام کیا ہو اور حضرت نے تنبیہ نہ فرمائی ہو حضرت مسلمانوں کی اصلاح کے لئے ہمہ وقت جہاد باللسان وقلم میں مصروف ہیں حال ہی میں ایک کتاب تزویج النساء فی تحریم النکاح المعروف ”نکاح کا شرعی حکم“ تحریر فرمائی کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ ہے جس میں وہابیہ ودیابنہ کی ہندوؤں کے ساتھ محبت ومودت کا حال تفصیلاً بیان کیا گیا ہے جو دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے پھر کتاب میں ان کے عقائد تحریر کرکے ان کا بطلان قرآن وحدیث

سے ثابت کیا

گیا ہے اور بتایا گیا کہ ایسے کفری عقائد رکھنے والوں سے سُنی لڑکی یا لڑکے کا نکاح قطعاً نہیں ہو سکتا مولیٰ تعالیٰ کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔ آمین

ندیم احمد قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

نحمدہ ونسلم علی رسولہ الکریم ہ

اما بعد قال اللہ تعالی فی القرآن الکریم والفرقان الحکیم ہ
اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ہ بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ (النساء:۱)

"اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا"

اللہ عزوجل نے یہاں یا یھا الذین امنوا یعنی ایمان والوں ہی کو خطاب نہ فرمایا بلکہ تمام انسانوں کو **یاایھا الناس** فرما کر خطاب فرمایا اور یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ تمام انسان سیدنا آدم علیہ السلام کی نسل سے ہیں کوئی اس سے جدا نہیں تو نسبتاً سب کو بھائی بھائی ہونا اور محبت والفت کرنا چاہئے مگر ایسا نہیں، آج کتنے انسانی صورت ایک دوسرے انسان کے جانی دشمن اور خون کے پیاسے ہیں۔ کیا دنیا میں کوئی ایسا بھی نیک انسان ہوگا جو اپنے باپ کی برائیاں کرتا ہے، ہرگز یہ نیک آدمی کا کام نہیں بلکہ کمینے اور بدکار آدمی ہی اپنے باپ کو برا کہتے بلکہ گالیاں دیتے اور مارتے بھی ہیں۔ ہمارا احول اس پر شاہد و عادل ہے، اسی قبیل سے کتنے آدمی مسلمان ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود سیدنا آدم علیہ السلام کو (معاذ اللہ) عاصی اور خاطی کہتے نہیں شرماتے اگر ان کو عقل ے

ساتھ ایمان بھی ہوتا تو آیات کریمہ

واذقال ربک الملئکۃ انی جاعل فی الارض خلیفہ (البقرہ:۳۰)

''اور یاد کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب (خلیفہ) بنانے والا ہوں۔''

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے ہی فرما دیا کہ آدم علیہ السلام کو زمین پر اپنا خلیفہ بنانے کے لئے پیدا کیا گیا تو ظاہر ہے کہ جنت میں رہتے تو زمین پر خلافتِ الٰہیہ کا فریضہ کون انجام دیتا۔ اللہ مالک ومنّان خالق و مالک ہے، جس طرح چاہے اپنے بندوں کو خطاب فرمائے، فضولی کا کیا کام جو دخل انداز ہو اور لب کشائی کرے۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا:

ولقد عھد نا الیٰ اٰدم من قبل فنسی ولم نجدلہ عزما (طٰہٰ:۱۱۵)

''اور بے شک ہم نے آدم کو اس سے پہلے ایک تاکیدی حکم دیا تھا تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا قصد نہ پایا''

اس آیتِ کریمہ سے آدم علیہ السلام کی عصمت ثابت، پھر اللہ عزوجل کو تو انھیں زمین کا خلیفہ بنانا مقصود تھا جس طرح چاہا زمین پر اُتارا کیسے ناخلف ہیں وہ لوگ جو ان پر معصیت کا الزام لگاتے اور خطاکار بتاتے ہیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ مالک و مولیٰ ہے جس طرح چاہے اپنے بندے کو خطاب فرمائے کسی بندے کی مجال نہیں کہ لب کشائی

کرے۔عزازیل (ابلیس) جوکہ معلم الملکوت کے عہدے پر فائز تھا اس نے آدم علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کیا اللہ عزوجل نے اس کو جنت سے نکال دیا اور فرمایا۔

فاخرج منها فانک رجیم ہ وان الیک اللعنة الیٰ یوم الدین ہ

''تو جنت سے نکل جا، تو مردود ہے اور بے شک قیامت تک تجھ پر لعنت ہے''

ایسے عظیم منصب پر فائز ہونے کے باوجود، آدم علیہ السلام کی تعظیم نہ کرنے کی پاداش میں اس کو جنت سے نکال دیا طوقِ لعنت گلے میں ڈال دیا۔ پھر یہ زمین والے اُن کی شان اقدس میں الزام تراشی اور رب تعالیٰ کی مثل کہیں یعنی اس جیسی بات کہیں!

لاحول ولاقوة الا باللّٰہ العلی العظیم

یہی تو ابلیس لعین کی تعلیم کا اثر ہے، جب اس نے اللہ جل مجدہٗ کے حضور بیباکی سے کہا:

قال رب بما اغویتنی لا ذینن لهم فی الارض ولا غوینهم اجمعین الاعبادک المخلصین ہ

''بولا اے میرے رب قسم اس کی کہ تو نے مجھے گمراہ کیا میں انھیں (انسانوں کو) زمین میں بھلاوے دوں گا اور ضرور میں ان سب کو گمراہ کردوں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں''

اس سے معلوم ہوا کہ جو انبیاء علیہم السلام کو معصوم جانتے اور خطا کا صدور ان سے ناممکن

جانتے ہیں وہ اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں اور جو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، اُن کو عاصی اور خطا کار کہتے ہیں وہ شیطان کے چیلے ہیں چنانچہ جب آدم علیہ السلام کو زمین پر اُتارا گیا تو ارشاد فرمایا

وقلنا اهبطوا منها جميعا فاما ياتينكم منى هدىً فمن تبع هدى فلا خوف عليهم ولا هم يحزنون ٥ والذين كفروا و كذبوا بايٰتنا اولئک اصحٰب النار هم فيها خٰلدون . (البقرہ:۳۸-۳۹)

''ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اُتر جاؤ پھر اگر تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے، تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا، اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں، ان کو ہمیشہ اس میں رہنا ہے''

نوٹ : اُتارا آدم علیہ السلام کو جا رہا ہے اور فرمایا اهبطوا منها جميعا ''تم سب جنت سے اُتر جاؤ'' معلوم ہوا کہ یہ خطاب تمام اولاد آدم علیہ السلام کو عام ہے۔

دوسری جگہ فرمایا:

فريق فى الجنه و فريق فى السعير (الشوریٰ:۔)

''ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔''

غور طلب یہ امر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ تمھارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے، تو ہدایت کے لئے ھادی لازم اور ضروری ہے اور وہ ھادی ہیں انبیاء

مرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم، پس جو ان پر ایمان لائے اور ان کی تعظیم تکریم کرے وہی جنت والے ہیں اور جو ان پر ایمان نہ لائے یا بظاہر ایمان لائے اور ان کو اپنی طرح بشر کہے کہ بشر ہونے کی حیثیت سے نمرود و فرعون وہامان وشداد وقارون وابوجہل وابولہب وغیرھم بھی تمھاری طرح بشر ہی تو تھے، جن یا بھوت یا اور کوئی روپ والے نہ تھے، اور ان کی توہین وگستاخی کرے وہی دوزخ والے ہیں اور کھلے کافروں سے بدتر جن کو اللہ عزوجل نے منافق فرمایا، ان کو اللہ وعزوجل نے مسلمانوں سے جدا کردیا۔ ایسوں کی معیّت اور ان سے اتحاد سخت قہر قاتل زہر ہے کہ مارِ آستین ہے۔

نفرت وعداوت:

اللہ منان وکریم نے اپنے بندوں کی ہدایت اور فلاح و بہبود کی خاطر اپنے محبوب بندوں انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو مبعوث فرمایا، بجائے اس کے کہ قوم ان رسل عظام علیہم السلام کی اطاعت اور تعظیم وتوقیر کرتی، دعوتِ حق کی عداوت پر ان پر کیسے مظالم کیئے۔ نوح علیہ السلام کو قوم پتھروں سے مار مار کر زخمی کردیتی، سیدنا ابراھیم علیہ السلام کو آتش نمرود میں ڈالا گیا، موسیٰ علیہ السلام پر کیسے مصائب کے پہاڑ توڑے گئے عیسیٰ علیہ السلام کو کیسی اذیتیں پہنچائی گئیں۔ نمرود وفرعون نے ہزاروں نومولود بچوں کو تہ تیغ کرایا، یہ ایک باپ کی اولاد جن کو بھائی ہونے کا شرف حاصل تھا کیسا بے گانہ اور جان لیوا دشمن ہوگیا۔ آپس میں قتل وجدال، تباہی وبربادی ان کا شعار رہا انبیاء علیہم السلام کو ناحق

شہید کیا۔ (کماقال تعالیٰ)

ویقتلون النبیین بغیر الحق

''اور انبیاء کو ناحق شہید کرتے''

کیا اپنے خالق و معبود کے باغی اور فسادی لائقِ اتحاد و دواد ہیں؟ ہرگز نہیں، لائقِ اتحاد و دواد تو وہ لوگ ہیں جو اپنے خالق و معبود کے فرمانبردار اور اس کے محبوب بندوں کے جانثار، وفادار، تعظیم و توقیر کرنے والے لہٰذا حکم تو یہی ہے کہ ایسے گستاخ اور نافرجام، انبیاء علیہم السلام کی جناب میں توہین کرنے والوں کو ہرگز اپنا دوست نہ بنائیں اور ان کے ساتھ نہ بیٹھیں، نہ ایسے لوگوں کی معیّت اختیار کریں جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا گستاخ اور باغی ہو وہ ہماری جان کے دشمن سے بڑھ کر دشمن ہے اس سے دوری اور مہجوری لازم ہے۔

انبیاء مرسلین علیہم السلام کی ایذا رسانی، ان محبوبانِ خدا کو گونا گوں تکالیف پہنچانی، ان پر پتھروں کی بارش کرنی بلکہ انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنا ہمیشہ کفار بدکار رفجار کا داب رہا ہے۔ آج بھی منافقت کے روپ میں اللہ کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخیاں اور اہانت اور توہین کرنا ان لوگوں کا محبوب مشغلہ ہے۔

اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''نفرتِ دینیہ مکروہ تنزیہی و اساءت، مکروہ تحریمی و حرام، صغیرہ و کبیرہ و مراتب بدعت و ضلال و انواع کفر و ارتداد سب حسب مرتبہ ہے جس کے درجات مستحب سے فرضِ اعظم بلکہ ضروریات دین تک ہونگے لیکن

جو اخبث مراتب سے نفرت نہ کرے، اوروں سے ادعائے نفرت میں جھوٹا ہے، مکروہ تنزیہی سے اساءت بڑی ہے، اساءت سے مکروہ تحریمی بدتر ہے، اس سے کبائر اپنے اپنے مراتبہ پر بدتر ہیں اور ان سب سے بدعت وضلال بدتر ہیں اور ان کے بھی مدارج مختلف ہیں اور ان سب میں کفر بدتر ہے اور اس میں بھی مراتب ہیں، کفر اصلی سے ارتداد بدتر ہے اور اس میں بھی ترتیب ہے۔ کفر اصلی کی ایک سخت قسم نصرانیت ہے اور اس سے بدتر مجوسیت، اس سے بدتر بُت پرستی، اس سے بدتر وہابیت ان سب سے بدتر اور خبیث تر دیو بندیت۔ افعال کیسے ہی شنیع ہوں کسی کفر کی شناعت کو نہیں پہنچ سکتے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ بدتر از بدتر سے بدتر کافروں بُت پرستوں سے اتحاد ووداد منایا جاتا ہے، کیسا دواد کیسا اتحاد بلکہ غلامی وانقیاد اور ان سے بھی بدتر کفار وہابیہ کو اپنی مجلسوں کی صدارتیں دیجاتی ہیں اور ان تمام بدتر از بدتر سے بدتر دیو بندیت کے سر مشیخیتِ ہند کی پگڑی باندھنے کی فکر کی جاتی ہے۔''

(فتاویٰ رضویہ، جلد سادس، ص ۳)

کون نہیں جانتا کہ وہابی دیو بندی برابر ہندوؤں بُت پرستوں کے ساتھ رہے، ان کی دوستی اور محبت واتحاد کو اپنا ایمان بنایا، صد سالہ جشن دار العلوم دیو بند پر اندرا گاندھی کو کرسئ صدارت پر بٹھایا اور ما قبل ھٰذا وجود پاکستان سے قبل ہنود کو اپنا واعظ بنایا، مساجد میں منبر رسول ﷺ پر بٹھایا ان سے اتحاد ودوستی کا حق نبھایا۔

اعلیحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مشرکین (ہنود) سے اتحاد و موالات اور ان کے راضی کرنے کو شعائرِ اسلام (مثلاً گائے کی قربانی وغیرہ) کی بندش، مشرک لیڈر کو اپنے دین کا ہادی اور رہبر بنانا، مشرک لیکچرار کو مسلمانوں کا واعظ ٹھہرانا، اسے مسجد میں لے جاکر جماعتِ مسلمین سے اُونچا کھڑا کر کے لیکچر (تقریر) دلوانا، اپنے ماتھوں پر مشرکوں سے قشقے لگوانا، مشرکوں کے مجمع میں مشرک لیڈروں کی ٹکٹی (لاش) اپنے کندھوں پر اُٹھا کر مرگھٹ میں لے جانا، مساجد کو مشرک کا ماتم گاہ ٹھہرانا، اس کے ماتم کے لئے مساجد میں سر برہنہ ہونا، اس کے لئے نماز و دعائے مغفرت کا اشتہار دینا، قرآن مجید اور رامائن کو ایک ڈولے میں رکھ کر دونوں کی پوجا کراتے ہوئے مندر میں لے جانا، مشرکوں نے قربانئ گاؤ پر مسلمانوں کو بے دریغ ذبح کیا، آگ میں پھونکا ان میں کے جو بعض گرفتار ہوئے ان پر ثبوتِ کامل پہونچ گیا ان کے لئے رحم کی درخواست کرنا، ان کی رہائی کی ریزولیشن پاس کرنا، صاف صاف لکھ دینا کہ ہم نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بُت پرستی پر نثار کر دی، صاف صاف لکھ دینا کہ اگر آج تم نے ہندو بھائیوں کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لیا، صاف صاف لکھ دینا کہ ہماری جماعت ایک ایسا مذہب بنانے کی فکر میں ہے جو کفر و اسلام کا امتیاز اُٹھا دے گا، صاف لکھ دینا کہ ہم ایسا مذہب بنانا چاہتے ہیں جو سنگم و پریاگ

بُت پرستوں کی پرستش گاہوں کو مقدس مقام ٹھہرائے گا''۔

(فتاوی رضویہ، جلد سادس، ص ۳)

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے یہ جواب نذیر خجندی سنگل داس روڈ بمبئی، ۱۶ محرم ۱۳۴۰ھ کے استفتاء پر مرحمت فرمایا، اب ایک دوسرے استفتاء سیٹھ عبدالغفور آئل مرچنٹ جبل پور ۲۰ شوال ۱۳۳۹ھ کے بعض حصوں کا مطالعہ فرمائیں، پوچھتے ہیں:

''نمبرا...... جن خلافت کمیٹیوں کا مقصد خاص ہندو مسلم اتحاد ہے اور کفار و مشرکین کے ساتھ دلی محبت اور موالات قائم کرنا اور مسلمانوں کو ہندوؤں کا مطیع ومنقاد وغلام بنانا ، محرمات شرعیہ کو حلال اور حلال چیزوں کو حرام ٹھہرانا، خلافت کا نام کر کے کام تمام منافی مقاصد خلافت وخلافِ اسلام وموجب بربادیِ اسلام وتباہیِ اہل اسلام کرنا ، نہایت مبالغہ کے ساتھ قولاً فعلاً اور تحریراً کفار و مشرکین کی تعظیم وتوقیر خود کرنا اور مسلمانوں سے کرانا ، بجائے دعائے نصرتِ اسلام و مسلمین مشرکوں کی طرح کافر و مشرک کی جے پکارنا، کسی کافر مرتد و وہابی کے مرنے یا جیل جانے پر اظہارِ غم اور ماتم کے لئے بازار بند کرانا، ہڑتالیں کرنا مسلمانوں کو دوکانیں بند کرنے پر مجبور کرنا اور جوان کا کہنا نہ مانے اسے تکلیف دینے اور اس کی عزت و ناموس کو نقصان پہنچانے کی دھمکی دینا اور بائیکاٹ کر دینا، ترکی ٹوپیاں سروں سے اُتار کر جلا دینا، شعائرِ مشرک گاندھی ٹوپی پہنے پر زور دینا وغیرھا من الشنائع ایسی خلاف بلکہ ضلالت وہلاکت کمیٹیوں کے ان کفریات اور ضلالتوں کو اہل اسلام پر اپنے بیانات میں ظاہر کرے اور لوگوں کو راہ راست کی طرف بلائے ، ایسے عالم دین پر نفسِ خلافت کے انکار کا بہتان

وافتراء باندھ کر اسے دائرہ اہل سنت سے خارج کرنا اور قطعاً قرآن کا منکر ٹھہرا کر اس کے کفر وارتداد کا فتویٰ شائع کرنا کیسا ہے۔ اس کے مستفتی و مفتی و مصدقین اور اس فتویٰ کے ماننے والوں اور اس پر عمل کر کے ایسے عالم کی شان میں ناشائستہ کلمات استعمال کرنے والوں کی نسبت شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

نمبر۴...... جو عالمِ باعمل ہر کافر و مشرک نصاریٰ، یہودی، ہندو، مجوسی بلکہ ہر گمراہ و بے دین و بد مذہب وہابی اور دشمنِ دین اور ہر مخالفِ اسلام سے ترکِ موالات فرض اور اس کے ساتھ موالات حرام بتائے اور آج کل کے شورش پسندوں کا من گھڑت ترکِ موالات جو صرف نصاریٰ سے کیا جا رہا ہے وہ بھی ادھورا اور کافروں، مشرکوں، مرتدوں، ہندوؤں، وہابیوں سے موالات فرض بتایا جاتا ہے، ایسے انوکھے اندھے ایجاد شرک ترکِ موالات کو منافئ اسلام، مخالف کتاب وسنت فرمائے، ایسے عالمِ باعمل کو گورنمنٹ کا تنخواہ یافتہ کہنا اور ترکِ موالات من الیہود و نصاریٰ یا مطلقاً ترکِ موالات کے انکار کا بہتان وافتراء گڑھ کر اس کے کفر وارتداد پر استفتاء کرنا، فتویٰ دینا اور اس کے فتویٰ کی تصدیق کرنا اور ماننے والوں پر شریعتِ مطہرہ کا کیا حکم ہے۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۳، ص ۔)

مسلمان اس استفتاء ہی سے ان دشمنانِ اسلام واعدائے اہل اسلام کے کردار کا باخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ان کے اعمالِ خبیثہ کا ذکر پچھلے فتویٰ میں مذکور، نیز اس استفتاء پر اعلیحضرت رضی اللہ عنہ کا مبسوط مدلل اور طویل فتویٰ فتاویٰ رضویہ جلد

سادس صفحہ ۸ تا ۱۹ پر جہازی سائز پر محیط ہے، جن میں سے بطور اختصار چند عبارات منقول فرماتے ہیں

صورتِ مستفسرہ میں عالم موصوف سراسر حق پر ہے اور اس کے مخالفین گمراہ وضال (پھر فرماتے ہیں) مشرکوں سے اتحاد وداد قطعی حرام اور ان سے اخلاصِ دلی یقیناً کفر ہے۔قال تعالیٰ:

ترىٰ كثيرا منهم يتولون الذين كفرو البئس ما قدمت لهم انفسهم ان سخط الله عليهم وفى العذاب هم خٰلدون ولو كانوا يومنون بالله والنبى وما انزل اليه ما اتخذو هم اولياء ولكن كثيرا منهم فٰسقون ہ

''تم ان میں بہت کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی کرتے ہیں بے شک کیا ہی بری ہے وہ چیز جو خود انھوں نے اپنے لئے آگے بھیجی کہ ان پر اللہ کا غضب ہوا اور انھیں ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوگا اور اگر انھیں اللہ اور نبی اور قرآن پر ایمان ہوتا تو کافروں سے اتحاد وداد محبت موالات نہ مناتے مگر ہے یہ کہ ان میں بہت سے فرمان الٰہی سے نکلے ہوئے ہیں''

یہ اور بیس سے زائد اور آیاتِ کریمہ ہیں جن میں مطلقاً کفار سے اتحاد وداد کو حرام و کفر فرمایا ہے مسلمان کی شان نہیں کہ واحدِ قہار کے ارشادات سنے اور ان میں مشرکین یا خاص ہندوؤں کے استثناء کی پچر گھڑ لے۔ (پھر فرماتے ہیں) ابوالکلام آزاد صاحب نے کیمپ ناگ

پور میں جمعہ پڑھایا اور خطبے میں مدح خلفائے راشدین وحضرات حسنین رضی اللہ عنہ کی جگہ گاندہی کی حمد کی، اسے مقدس ذاتِ مستودہ صفات کہا۔ میاں عبدالماجد بدایونی نے ہزاروں کے مجمع میں گاندھی کو مذکر مبعوث من اللہ کہا کہ اللہ نے ان کو تمھارے پاس مذکر بنا کر بھیجا ہے۔ کہاں یہ کلماتِ ملعونہ اور کہاں بے تمیز احمق جاہلوں کا جے پکارنا......، ترکی ٹوپیاں جلانا صرف تضیع مال ہوتا کہ حرام ہے اور گاندہی ٹوپی پہننا مشرک کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہوتا کہ اس سے سخت تر اشد حرام ہے مگر وہ لوگ ترکی ٹوپی کو شعائرِ اسلام جان کر پہنتے تھے اب انھیں جلادیا اور ان کے بدلے گاندہی ٹوپی پہن لینا مشعر ہوا کہ انھوں نے نشانِ اسلام سے عدول اور کافر کا چیلا بننا قبول کیا۔"

(فتاوی رضویہ شریف، جلد سادس (۶) اقتباس ص ۸ تا ۱۱)

عزیزانِ گرامی! کیا ایسے لوگوں سے جن اکابر علماء اور آئمہ کا یہ کردار ہے ان کو اپنا پیشواء اور امام ماننا اور ان کی پیروی کرنے والوں سے کوئی مسلمان ہم نشینی بھی گوارہ نہ کرے گا چہ جائیکہ ان سے محبت دوستی اور رشتے داری، شادی بیاہ کرنا مسلمانوں کے لئے زہر قاتل اور ایمان کو زائل کرنا ہے۔ پھر نہ دیکھا ہندووں نے مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا ظلم ڈھائے اور مسلمانوں کا قتل عام کیا پھر بھی ان ہندو نواز وہابیوں، دیوبندیوں کی آتشِ غیظ وغضب عداوتِ اسلام یعنی اہل سنت نہ بجھی۔ ہنود سے

دوستی اور محبت کا پیمانہ چھلکتا ہی رہا، ملاحظہ ہو:

جناب وقار انبالوی اپنے کالم ''گزرا ہوا زمانہ'' میں لکھتے ہیں:

''جمیعت العلماء ہند اگر چہ بڑے بڑے بالغ نظر بزرگوں پر مشتمل تھی لیکن سیاسیات وہ آخر دم تک حتیٰ کہ انتقالِ اقتدار و تقسیمِ اقتدار جیسے اہم اور نازک مسائل میں بھی اس کی آواز ہندوؤں کے نعرۂ مستانہ کی صدائے بازگشت کے سوا کچھ اور نہ تھی اور اب جو خلافت کمیٹی میں ہندوستان کے طول و عرض سے وہ مسلمان شامل ہو رہے تھے جن پر اس ملک میں بسنے والا ہر مسلمان اعتماد کرتا تھا اس نے بھی ہندوؤں کی دلداری میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔ لاہور کی شاہی مسجد میں رام بھجوت چودھری اور دہلی کی جامع مسجد میں سوامی شردھانند اس دلداری کی وجہ سے منبر امامت پر جا براجے تھے اگر چہ اس مقام و منصب کے وہ نہ تو کسی طرح اہل تھے نہ حق دار۔ اسلام میں ایمان سے نسبت کی شرطِ اول طہارت ہے طہارت کے اس وسیع مفہوم سے جو شرعاً مسلمان کے دل و دماغ پر مسلط ہے، ہندو نہ کبھی آشنا ہوا نہ ہوگا، اس کے باوجود وہ منبرِ امامت تک پہونچ گیا لیکن ہندی مسلمانوں کا ایک طبقہ خصوصاً وہ طبقہ جو اپنے دینی علوم کی وجہ سے زیادہ قابل احترام تھا آخر تک یہ نہ سمجھ سکا کہ ہندو سیاسیات کا حدودِ اربع اور اس کا محور و مقصد کیا ہے۔'' (روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۷ جولائی ۱۹۷۸ء، ص ۱۲)

مولوی شبیر احمد عثمانی فاضل دیوبند متوفی ۱۹۴۹ء فرماتے ہیں:

''افسوس! وہ دار العلوم (دیوبند) جس کی بنیاد اولیاء و اکابرین نے اسلامی تعلیم اور اس کی روایات کی بقاء اور تحفظ کے لئے رکھی تھی آج کانگریسیوں کا ایک مستحکم

قلعہ بنا ہوا ہے جس میں ایک ریزروفوج کافی تعداد میں ہر وقت جمع رہتی ہے ۔دارالعلوم کے فرزندوں کو جہاں کانگریسی حکومت کے شوق نے ملکی آزادی کا پروانہ دے دیا ہے اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے دین سے آزادی حاصل کرنی بھی شروع کردی ہے۔آج بہت سے ایسے طلباء موجود ہیں جو محرمات شرعیہ اور منکرات میں اس درجہ مبتلا ہیں کہ شاید کسی ہندو کالج میں یہ بات نہ ہو۔حضرت مولانا انور شاہ کے عہدِ مبارک تک دارالعلوم ہر قسم کے داخلی اور خارجی فتنوں سے پاک وصاف تھا۔درس حدیث میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کے بجائے مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو کی اطاعت کا درس نہیں دیا جاتا تھا۔اب تفسیر جلالین، بیضاوی اور درس حدیث میں کانگریسیت کا سبق پڑھایا جانے لگا۔مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہروں کے کارناموں کی نہ صرف تعریف کی جاتی ہے بلکہ ان کی تائید قرآن وحدیث سے پیش کی جانے لگی۔درس حدیث میں شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہوگا کہ جس میں کانگریس کا تذکرہ اور اس کی شمولیت کی تلقین نہ کی جاتی ہو۔ان ہی تقریروں اور رات دن کی متواتر کوششوں کا نتیجہ ہے کہ آج دارالعلوم (دیوبند) نہ صرف ہنود کا مدح ہے بلکہ ان کے رنگ میں بہت کچھ رنگا جاچکا ہے۔"

(اخبار وحدت دہلی، ۲۳دسمبر ۱۹۳۷ء، ص۴؛ واخبار دبدبہ سکندری رام پور، ۵نومبر ۱۹۴۵ء، ص۴)

ممتاز دانشور پروفیسر مرزا محمد منور فرماتے ہیں:

"گاندھی کے لئے عام مسلم ملت کے افراد مسلمان ہی نہ تھے، فقط وہی مسلمان تھے جو آشرم نشین ہو سکتے تھے، تلک لگوا سکتے تھے، ہندوؤں کی سی ٹوپیاں پہن سکتے تھے اور

مسلمانوں کو ہندو قوم سے جُدا نہ جانتے تھے گویا "خدا پرست اور بُت پرست" گاؤ خور اور گاؤ کا پرستار ایک ملت کے فرد تھے۔"

(حقیقت حالی، روزنامہ نوائے وقت لاہور، ۲۱ ستمبر ۱۹۶۹ء، ص آخر)

اور لیجئے، جون ۱۹۲۰ء کو خلافت کمیٹی الٰہ آباد کے اجلاس کی رپورٹ میں مولوی شوکت علی فرماتے ہیں:

"الٰہ آباد میں ایک ایسا فیصلہ صادر کیا گیا ہے جو ایثار و رفاقت کی اسپرٹ کو انشاء اللہ ترقی دے گا بلکہ ایک نئے مذہب کو جو ہندو مسلمان کا امتیاز موقوف کرتا ہے اور پریاگ و سنگم کو ایک مقدس علامت بناتا ہے۔"

(اخبار ہمدم لکھنؤ، ۱۸ جون ۱۹۲۰ء، بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم، ص ۸۲)

مولوی جلال الدین صاحب قادری فرماتے ہیں:

"تحریک خلافت اور جمعیتِ علمائے ہند کے زعما گاندھی سے اتنے مسحور ہو چکے تھے کہ بے شمار ناکردنی باتیں بھی کرنے لگے دستار و جبّہ اور علم و فضل کے باوجود ان سے بعض ناجائز حرکات سرزد ہونے لگیں، گاندھی کی قیادت کو ایمان کا جزؤ تسلیم کیا گیا۔ اسلامی شعائر کو ترک کر کے شعائر کفر اختیار کئے گئے، **ہندو** مسلم بھائی بھائی کے نعرے لگائے جانے لگے، قرآن و حدیث پر ایمان و ایقان کو ایک بُت پرست پر نثار کر دیا گیا، قرآن اور گیتا دونوں کو الہامی کتابیں سمجھ کر ایک ہی درجہ دیا گیا۔ ناپاک ہندوؤں کو مساجد میں لے جا کر انہیں مسلمانوں کے واعظ و خطیب کا درجہ دیا گیا۔ انھیں منبر پر بیٹھایا گیا۔ ہندوؤں کی خوشنودی کے خاطر ذبیحہ گاؤ ترک کرنے پر عمل کیا گیا، ماتھوں

پر قشقے لگائے گئے، ہندوؤں کی ارتھی (لاش) کو کندھا دیا گیا گاندہی کو بالقوہ نبی کہا گیا، اسے مذکر کہا گیا۔ جمعہ کے خطبات میں اس کی تعریف وتوصیف کی گئی۔ اس کے منہ سے نکلی ہوئی ہر بات کو قرآن وحدیث پر منطبق کیا گیا۔ ہاں ہاں اسلام کو برباد کرنے کی یہ سب ناپاک کوششیں خود دعوائے اسلام کرنے والوں کے ہاتھوں سرزد ہوئیں مسلمانوں کے قومی مفاد کو جس بے دردی سے نقصان پہنچایا گیا اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔ اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے ملّی تشخص کو ہندو مذہب میں مدغم کرنے کی ناپاک کوشش شروع ہوگئیں جو جمیعت علمائے ہند کے شعلہ بیاں مقرر ابوالکلام آزاد اور حسین احمد صدر المدرسین دارالعلوم (دیوبند) اپنا سارا علمی زور اس پر صرف فرما رہے تھے کہ مسلمان بھی ہندو قومیت کا ایک جزو ہیں۔ بلکہ ہندو قومیت سے بڑھ ایک ایسے نئے مذہب کی تشکیل کی کوششیں شروع ہوئیں جو ہندو مسلم امتیاز کو ختم کردے گا۔" (ابوالکلام آزاد کی تاریخی شکست، ص ۳۱ تا ۳۲)

سید محمد سلیمان اشرف

حضرت علامہ جلیل وفاضل نبیل مولانا سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جن کے متعلق خواجہ حسن نظامی تحریر فرماتے ہیں:

"گورا رنگ، مضبوط جسم، گنجان داڑھی، تیز چمکدار آنکھیں، پچاس کے قریب، بہار میں مکان، علی گڑھ کالج میں دینیات کے پروفیسر ہیں، صوفیانہ مشرب

رکھتے ہیں، کئی کتابوں کے مصنف ہیں تقریر ایسی تیز اور مسلسل کرتے ہیں جیسے ای۔آئی۔آر کی ڈاک گاڑی، دورانِ تقریر صرف درود شریف پڑھنے کے لئے تھوڑی تھوڑی دیر میں وقفہ ہوتا ہے ورنہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمالیہ کی چوٹی سے گنگا کی دھارا نکلی ہے جو ہردوار تک کہیں رکنے اور ٹھہرنے کا نام نہیں لے گی۔ بیان کی ایسی روانی آج کل ہندوستان کے کسی عالم میں نہیں ہے تقریر میں محض الفاظ نہیں ہوتے بلکہ ہر فقرے میں دلیل اور علمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔''

(خواجہ حسن نظامی درویش جنتری ۱۹۲۳ء، بحوالہ ماہنامہ ''کتابی دنیا کراچی'' شمارہ جنوری، فروری ۱۹۶۱ء)

حضرت علامہ پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

''مسلمان خود مندروں میں گئے، مساجد چھوڑ کر وہاں نمازیں پڑھی گئیں دعائیں مانگی گئیں، کیا بت خانہ میں عبادت کا زیادہ ثواب ہے یا صنم خانہ میں دعا مقبول ہوتی ہے؟ اس سے زیادہ ستم تم نے یہ کیا کہ ہندوؤں نے تمھیں چندن کا ٹیکہ لگایا، تمھاری جبینِ توحید پر مشرک کا قشقہ کھینچا گیا۔ ستیا گرہ کے دن مسلمانوں نے مہاتما گاندھی کے حکم سے روزہ رکھا یہ سارے مظالم مسلمانوں نے پاک مذہب اسلام پر اس لئے نازل کئے کہ ناراضگی رولٹ بل پر مسلمانوں کا متفق اللسان ہونا ثابت ہو جائے ابھی تک خلافت کمیٹی کی بنیاد بھی نہیں پڑی تھی، ہندوؤں کا ترانۂ ہمدردی آپ کے کانوں تک پہنچا بھی نہیں تھا، لیکن جوشِ اتحاد ہر آن آپ کو مرکزِ توحید سے بعید کر رہا تھا اور جذب کی کشش ہر لمحے قوی تر ہوتی جاتی تھی، چپکے چپکے خاص حلقوں میں اہل ہنود کے ساتھ عقدِ نکاح کی

گفتگوئیں شروع ہو گئیں۔آج سے چار سال قبل ایک روشن خیال لیڈر نے ایک تحریک صریح نص قرآن کے خلاف پیش کی تھی،اب اس کی تائید میں آوازیں اُٹھنے لگیں لیکن دہشتِ عوام کا لحاظ کرتے ہوئے مناکحت کی صدا دھیمی اور محدود حلقہ میں رکھی گئی۔وید،الہامی کتاب تسلیم کر لی گئی۔کرشن جی،حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب مان لیا گیا۔ثبوت میں رسالہ لکھا گیا۔" (الرشاد،صفحہ ۱۶ا۔۱)

ہنود نے ان کو کیا صلہ دیا

حضرت علامہ پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف فرماتے ہیں:

"معمولی ایام میں کچھ کم گائیں ذبح نہیں ہوتی ہیں اور اکثر ہنود ہی اس کے بیچنے والے ہوتے ہیں۔قصابوں کے ہاتھوں فروخت کر کے روپیہ حاصل کرتے ہیں،اس پر کبھی ہنود کی طرف سے وہ ستم کی بارش نہیں ہوتی جو عین عیدالاضحیٰ کے دن مسلمانوں پر نازل کی جاتی ہے۔اسی چند سال کے عرصہ میں گوپا،مئیو،اجودھیا،آرہ،باڑہہ،بہار وغیرہ میں جو منظر خونیں ہنود کے سفاک ہاتھوں نے پیش کئے ہیں اس سے انسانیت کو ننگ و عار اور آدمیت کو شرم و حیا آتی ہے بلکہ درندگی بھی اس پر خار کھاتی ہے۔" (الرشاد،صفحہ ۲۶)

الطاف حسن قریشی

الطاف حسن قریشی مدیر زندگی رقم طراز ہیں:

"وہ نیشنلسٹ مسلمان جنھیں اپنی قومی خدمات پر بڑا ناز تھا اور ہمیشہ اپنے مذہبوں کی

ناراضگی مول لیکر ہندو کانگریس کا ساتھ دیتے رہے تھے۔ تقسیم کے موقع پر ہندوؤں اور سکھوں کے عتاب سے نہ بچ سکے۔ یہاں تک کہ پاکستان مردہ باد کے نعرے لگانے والے مسلمان بھی اس جرم میں مارے گئے کہ آخر یہ مسلمان تو ہیں۔"

(ہفت روزہ زندگی لاہور، ۔۔ ۱۳ جولائی ۸ ۔ ۱۹، صفحہ ۴)

خلافت کمیٹی اور جمیعت العلمائے ہند کی جناب میں ایک یادداشت

منشی تاج الدین صاحب تاج فرماتے ہیں:

"علاقہ بہار میں ہندوؤں نے محض قربانی گاؤ کے روکنے یعنی مسلمانوں کے ایک مذہبی اور دینی شعار کو قطعاً بند کرنے کے لئے ہزارہا کی تعداد میں اور لشکروں کی صورت میں مجتمع ہو کر اور ہر طرح کے اسلحہ جات سے مسلح ہو کر اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہو کر ہزاروں مسلمانوں کو زخمی اور قتل کیا، ایک نہیں دو نہیں مسلمانوں کے ایک سو چالیس گاؤں دو ہزار سات سو مکانات اس بے دردی کے ساتھ لوٹے کہ جن کی تفصیل سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ مسلمانوں کے مکانات سے لوٹا ہوا مال ظالم ہندو ہاتھیوں پر لاد کر لے گئے۔ مسلمانوں کی لاکھوں روپے کی جائیداد آپ کے ہندو دوست کئی دن تک لوٹتے رہے، مسلمانوں کے لاتعداد مکانات کو آگ لگا کر خاک سیاہ کر دیا گیا، اگر کسی مسلمان نے ڈر کے مارے اپنے برتن کسی کنوئیں میں پھینک دیئے تو آپ کے ہندو دوستوں نے پتہ لگا کر وہاں سے بھی نکال لئے، آپ کے ہندو

دوستوں نے مسلمانوں کی کئی زندہ گائیں جلادیں، آپ کے ہندو دوستوں نے لاتعداد مسلمان عورتوں اور لڑکیوں کی عصمت دری کی، آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کی پانچ عالی شان مسجدیں شہید کردیں اور باقی تمام علاقے میں کوئی ایسی مسجد نہ چھوڑی کہ جس کی بے حرمتی نہ کی گئی اور اس کو جگہ جگہ سے منہدم نہ کیا گیا ہو، آپ کے ہندو دوستوں نے مسلمانوں کے قرآن مجید پھاڑ پھاڑ کر ایسے پرزے اڑائے کہ مسلمانوں کے پاس پڑھنے کے لئے قرآن شریف کا ایک نسخہ بھی نہ رہا جس پر ان مظلوموں نے غیر علاقے کے مسلمانوں سے درخواست کی کہ ہمیں پڑھنے کے لئے قرآن مجید بھیجے جائیں، آپ کے ہندو دوستوں نے پندرہ ہزار مسلمانوں کو خانماں برباد کردیا، جن کے پاس سر چھپانے کو جگہ نہ رہی اور یہ خانماں برباد مسلمان کھیتوں میں چھپتے چھپاتے دن رات مختلف مقامات میں بھاگتے پھرے اور کئی کئی دن تک بچے، بوڑھے اور عورتیں فاقہ کرتی رہیں۔ کیا اب بھی آپ اپنے ہندو دوستوں کی حمایت میں یہی کہتے چلے جائیں گے کہ ہندو مسلمانوں کے ساتھ دین کے معاملے میں نہیں لڑے اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو ان کے گھروں سے نہیں نکالا۔"

(ہندوؤں سے ترک موالات، صفحہ ۶ ۔ ۷، یکم دسمبر ۱۹۲۰ء)

پھر لکھتے ہیں:

"دوسرے سال ہی بقر عید کے موقع پر کٹار پور میں مسلمانوں پر وہ ظلم کئے کہ جنہیں سن کر جگر شق ہوتا ہے اور دل خون کے آنسو روتا ہے۔ ایک نہیں دو نہیں تقریباً تیس مسلمانوں کو زندہ آگ میں جلادیا گیا اور پھر مٹی کا تیل ڈال کر جلایا گیا۔ مسلمان

عورتوں کی عصمت دری کی گئی، مسجدوں کی بے حرمتی کی گئی، قرآن شریف کے ساتھ ناپاک سلوک کیا گیا۔ یہ ہیں آپ کے رحم دل اور سوراج کے طالب ہندوؤں کے کارنامے، مگر آپ پھر بھی ہندوؤں کے ساتھ دوستی اور اتحاد کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔'' (ہندوؤں سے ترک موالات، صفحہ ۸، یکم دسمبر ۱۹۲۰ء)

دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

اس موقع پر یہ ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ ہندوؤں کے ساتھ ایک سچا مسلمان تو ہرگز اتحاد ودوستی نہیں کر سکتا ہاں البتہ گروہ وہابیہ ان کے ساتھ اتحاد و دوستی کرے گا کیوں کہ جس طرح یہ فرقہ وہابیہ بے ادب و گستاخ ہے اور محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ ﷺ کی توہین وتحقیر پر کمر بستہ رہتا ہے، اسی طرح ہندوؤں کا فرقہ رسول اکرم ﷺ دشمن ہے۔ گروہ وہابیہ خوش ہے کہ آریہ وغیرہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی توہین کرتے ہیں اور اسی لئے زیادہ تر یہی فرقہ ہندوؤں کے ساتھ اتحاد ودوستی کا حامی ہے جو بظاہر تو (دیوبندی) اہلسنت والجماعت بنے ہوئے ہیں اور باطن میں وہابی ہیں۔'' (ہندوؤں سے ترک موالات، صفحہ ۱۲، یکم دسمبر ۱۹۲۰ء)

پھر فرماتے ہیں:

''امسال بقر عید اور عشرہ محرم کے موقعے پر ہندوؤں نے مسلمانوں پر پھر مظالم توڑے چنانچہ آگرہ، پیلی بھیت، بدایوں، فتح پور، بریلی، سنبھل، ضلع مراد آباد وغیرہ وغیرہ مقامات پر فسادات ہوئے اور ہندوؤں نے اپنی زیادتیوں سے اپنے اتحاد کا خوب ثبوت دیا۔'' (ہندوؤں سے ترک موالات، صفحہ ۱۱، یکم دسمبر ۱۹۲۰ء)

پروفیسر احمد سعید اپنی کتاب ''حصول پاکستان'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''ہندوستان کی تمام تاریخ میں یہ دور پہلا اور آخری دور تھا جس میں ہندو مسلم اتحاد اپنے عروج پر تھا۔ مسلمانوں نے ہندوؤں کی دلجوئی حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کی، مسلمان رضا کاروں نے رام لیلا کا بندوبست کیا، مندروں میں دعائیں مانگی گئیں، وید کو الہامی کتاب تسلیم کیا گیا، رامائن کی پوجا میں شرکت کی گئی، مسلمانوں نے اپنے ماتھوں پر تلک لگائے، گنگا پر پھول اور بتاشے چڑھائے گئے، بار بار اس بات کا اعلان کیا جاتا کہ گاندھی مستحقِ نبوت تھا اور یہ کہا گیا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا، گائے کی قربانی موقوف کرنے کی تجاویز پیش کی گئیں اور سب سے زیادہ غضب یہ کیا کہ دہلی کی جامع مسجد میں منبرِ رسول پر ایک متشدد ہندو شردھانند سے تقریر کروائی، اسی شردھانند نے بعد میں مسلمانوں کو ہندو بنانے کی تحریک شدھی کا آغاز کیا۔'' (حصول پاکستان، لاہور ایجوکیشنل ایمپوریم ۱۹۷۲ء، صفحہ ۶)

ایک جانب مسلمانوں کی یہ کیفیت اتحاد و وداد، دوسری جانب ہندوؤں کا ظلم و ستم، ۱۹۲۹ء میں بنارس کے مسلمانوں پر جو مظالم کئے اس کا ذکر تاج العلماء مفتی محمد عمر صاحب نعیمی علیہ الرحمہ اس طرح کرتے ہیں:

''ہندوؤں کا کلمہ پڑھنے والی جمیعت العلماء ہند کو کچھ خبر ہے کہ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ میں بنارس کی سرزمین مسلمانوں کے خون سے لالہ زار بناڈالی، درندہ صفت ہندوؤں نے بے گناہ مسلمانوں کو اس بے رحمی سے شہید کیا جس کے تصور سے دل کانپتا ہے، گھر کے گھر صاف کر دیئے، بچے تک قتل کر ڈالے، مسجدیں

مسمار کردیں، دوکانیں لُوٹ لیں، ظلم وستم کا سیلاب امنڈتا چلا آتا ہے، جوروجفا کے سمندر میں طغیانی تھی، ہندو گنڈاسوں اور بھالوں سے بے خبر نہتے مسلمانوں پر بلائے ناگہانی بن کر ٹوٹ پڑتے تھے، دھوکے دیکر مسلمانوں کو ہندوؤں کے محلّوں میں لے جاکر شہید کرتے تھے، جمعۃ الوداع کی نماز تک مسلمان اس مصیبت کی وجہ سے ادا نہ کر سکے۔ مسلمانوں کی اس مصیبت کا جمیعت العلماء ہند کو کچھ درد ہو!'' (السواد اعظم مراد آباد، بابت شوال ۱۳۴۹ھ صفحہ ۲)

مسلمانانِ ہندوستان پر ہندوؤں نے یہ ظلم وستم کیوں کیا، کیا کوئی جائیداد یا زمین ومکان یا ذاتی دشمنی کی پاداش تھی؟ نہیں نہیں بلکہ صرف اور صرف دین کی بنیاد پر یہ ستم آرائیاں اور جوروجفا کی گھٹا چھائی ہوئی تھی۔

مسلمانوں! ایمان اور انصاف کی کہنا کہ ایسے لوگوں یا ان کے ماننے والوں سے الفت ومحبت رکھنی چاہئے یا نفرت وعداوت، اور ان کی ہم نشینی مضر اور قاتل زہر ہے یا نہیں؟ پھر ان سے محبت والفت اور رشتے داری نکاح اور شادی حلال ہے یا حرام؟

آج روزِ قیام اس کا کامل فہم اور دانشمندی سے فیصلہ کرلو ورنہ پھر کل قیامت کے روز اللہ واحدِ قہار کے حضور کیا جواب دو گے!

؎ ایں خیال است ومحال است وجنوں

حرمین شریفین پر حکومت

آج کل مسلمانوں کو یہ کہہ کر فریب دیا جارہا ہے کہ حرمین شریفین پر کسی ظالم کی حکومت نہیں ہوسکتی حالانکہ ماضی بھی اس قہرِ حاکمانہ اور ظلم جابرانہ پر شاہد ہے کہ حرمین شریفین

میں کیسے عظیم ظلم وستم ڈھائے گئے اور مسلمانوں کا قتلِ عام کیا گیا، پاکیزہ خواتین کی عصمت دری کی گئی۔

یزید کی حکومت

مسلمانوں! یزید پلید کا حال کسے معلوم نہیں، حرمین شریفین پر حکومت کے دوران ظلم ڈھائے، خصوصاً اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر جو ستم اور مظالم ڈھائے، مسلمانوں سے پوشیدہ نہیں۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یزید پلید علیہ ما یستحقہ من العزیز المجید، قطعاً یقیناً باجماع اہل سنت فاسق فاجر وجری علی الکبائر تھا، اس پر ائمہ اہل سنت کا اطباق واتفاق ہے، صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور ان کے اتباع وموافقین اسے کافر کہتے ہیں اور بتخصیص نام اس پر لعن کرتے ہیں اور اس آیۂ کریمہ سے اس پر سند لاتے ہیں:

فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدو افی الارض وتقطوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم ۵

''کیا قریب ہے کہ اگر والیٔ ملک ہو تو زمین میں فساد کرو اور اپنے نسبی رشتہ کاٹ دو، یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت فرمائی تو انھیں بہرا کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔''

اس میں شک نہیں کہ یزید نے والیٔ ملک ہو کر زمین میں فساد

پھیلایا، حرمین طیبین و خود کعبہ معظّمہ و روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجدِ کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید و پیشاب منبرِ اطہر پر پڑے، تین دن مسجد نبوی ﷺ بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کیئے، کعبہ معظّمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں، رسول اکرم ﷺ کے جگر پارے کو تین دن بے آب و دانہ رکھ کر مع ہمراہیوں کے تیغ ظلم سے پیاسا ذبح کیا مصطفےٰ ﷺ کے گود کے پالے ہوئے تنِ نازنین پر بعد شہادت گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام استخوان مبارک چُور ہو گئے، سرانور کہ محمد ﷺ کا بوسہ گاہ تھا، کاٹ کر نیزے پر چڑھایا اور منزلوں پھرایا، حرم محترم مخذرات مشکوئے رسالت قید کیئے گئے اور بے حُرمتی کے ساتھ اس خبیث کے دربار میں لائے گئے اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہو گا۔ ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق و فجور نہ جانے۔ قرآنِ عظیم میں صراحۃً اس پر لعنھم اللّٰہ فرمایا لہذا امام احمد رضی اللہ عنہ اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں۔'' (فتاوی رضویہ شریف، جلد سادس ۶، صفحہ ۱۰۷)

کیا اب بھی کوئی خبیث کہے گا کہ حرمین شریفین پر ظالموں کی حکومت نہیں ہو سکتی۔ دیکھو اللہ عزوجل کی گواہی اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہ فرمانِ مبارک سے واضح ہے کہ حرمین شریفین پر حکومت ظالم و کافر کی ہوتی رہی ہے کیا کوئی

ایسے ظالم و کافر کو ''مسلمان'' اور حکومت کو ''حکومت اسلامیہ'' کہے گا؟

شیخ محقق عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یزید ابن معاویہ نے مسلم بن عقبہ مری کو شامیوں کا ایک بڑا لشکر دے کر اہل مدینہ سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تا کہ ان لوگوں کو مدینہ مطہرہ کے حرہ میں نہایت سختی سے قتل کرے اور جتنی شدت کر سکتا ہو کرے۔ تین روز تک حرمِ نبی ﷺ کی بے حرمتی کر کے دادِ بے دینی دی، اسی سبب سے اس کو واقعہ ٔ حُرہ کہتے ہیں اس واقع کا وقوع واقمِ حرہ میں ہوا یہ جگہ مسجد نبوی ﷺ سے ایک میل کے فاصلے پر ہے یہاں پر ایک ہزار سات سو آدمیوں کو مُہاجرین وانصار اور علماء تابعین کے علاوہ شہید کیا اور عورتوں اور بچوں کے علاوہ عوام میں سے دو ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ سات سو حافظِ قرآن نیز قوم قریش کے ستانوے افراد کو ظلم کی تلوار سے ذبح کر ڈالا۔ فسق وفساد اور زنا کو مباح کر دیا، کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے اولاد زنا کی جنی تھی، اور پیغمبر ﷺ کی مسجد میں گھوڑوں کی جولانی دیتے تھے اور غضب کی بات سنئے کہ روضہ شریف اور منبر شریف کی درمیانی جگہ میں جس کی بابت صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے، یہاں پر ان کے گھوڑے لید اور پیشاب کرتے تھے۔''

(جذب القلوب الی دیار المحبوب اردو، صفحہ ۳۶)

کیا کافروں اور ظالموں کی حکومت حرمین شریفین میں نہ تھی؟ کیا کوئی

مسلمان ایسی حرکاتِ قبیحہ کی جرأت تو کیا معنی وہم بھی کر سکتا ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ لوگ کافر بلکہ کفارِ ناہنجار سے بھی بدترین ہیں اللہ ان پر لعنت فرمائے اور مردود بنائے۔ امین

ولید ابنِ عبد الملک

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

"(ولید کی جانب سے عمر بن عبدالعزیز مدینہ منورہ کے عامل تھے)۔ عمر بن عبدالعزیز نے ولید کے حکم کے موافق عمل کیا اور (ازواج مطہرات کے) حجروں کو منہدم کر کے مسجد میں داخل کرلیا۔ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جس دن ولید کا حکم آیا اور اُمہات المومنین کے حجرے منہدم کئے جانے لگے تو لوگ ایک عظیم مصیبت میں مبتلا ہو گئے، کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس کو دیکھ کر روتا نہ ہو۔ سعید بن الحسیب کہتے تھے کاش رسول اکرم ﷺ کے حجروں کو بحال چھوڑ دیا جاتا تاکہ لوگ یہ دیکھتے کہ آنسرور ﷺ نے اس دارِ فانی میں کس طرح زندگی بسر کی ہے۔ ابن زیاد بعضے اہل علم سے روایت کرتے ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک حج کے لئے آیا تو ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد مدینہ منورہ بھی آیا۔ وہ ایک دن منبر پر خطبہ پڑھ رہا تھا کہ یکایک اس کی نظر حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے جمال پر پڑی جو حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آئینہ ان کے ہاتھ میں تھا، اس میں آپ اپنے جمال جہاں آراں کو دیکھ رہے تھے۔ ولید نے منبر سے اُتر کر ولید بن عبدالعزیز کو بلا کر ڈانٹا کہ ان کو ابھی تک کس لئے یہاں چھوڑ رکھا ہے انھیں تم نے

باہر کیوں نہیں کیا۔، میں نہیں چاہتا کہ ان کو اس کے بعد بھی یہاں دیکھوں، مکان کو ان سے خرید کر مسجد میں داخل کرلو۔ فاطمہ بنتِ حسین اور حسن بن حسن نیز ان کی اولاد رضی اللہ عنہم گھر ہی میں موجود تھے۔ انھوں نے باہر آنے سے انکار کیا۔ ولید نے حکم دیا کہ اگر یہ لوگ نہ نکلیں تو مکان کو ان ہی پر گرادو اور مکان کا اسباب رضامندی کے بغیر ہی باہر پھینک دو، مکان کو ویران کردو۔''

(جذب القلوب الی دیار المحبوب اردو، صفحہ ۱۲۲)

کیا ایسی حکومت کو اسلامی اور شرعی حکومت کہو گے یا مسلمان کی حکومت مانو گے؟ کیسے ظالم وفجار ہیں، جو اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ظلم ڈھائیں، انھیں ستائیں، اللہ عزوجل کے پیارے رسول ﷺ کی عظمت کا لحاظ نہ کریں۔

یہی شیخ محقق عبدالحق محدث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

''ولید جب یہ مسجد دیکھ رہا تھا تو عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے بھی کوئی وہاں موجود تھا ولید نے ان سے کہا کہ دیکھو تمھارے باپ کی عمارت کیا تھی اور ہماری عمارت کیسی ہے، انھوں نے کہا کہ ہاں میرے باپ کی عمارت تو مسجدوں کی سی تھی اور تمھاری عمارت گرجوں کی سی ہے۔'' (جذب القلوب الی دیار المحبوب اردو، صفحہ ۱۲۴)

معلوم ہوا کہ تعمیر مسجد کا ایک بہانہ تھا دراصل اہل بیت کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ستانا تھا جیسا کہ آج حکومت سعودیہ میں ہو رہا ہے تمام مزارات صحابہ اکرام

اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو منہدم کر دیا گیا، بقیع شریف کو تباہ و برباد کر دیا گیا ،ان کے وصال کے بعد بھی ان کی عداوت اور دشمنی کا جذبہ ان کے دلوں میں موجزن ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالم جابروں کو ہلاک و برباد کرے۔ امین

حجاج بن یوسف

حجاج بن یوسف نہایت سفاک اور ظالم حکمران تھا۔ حضور اکرم سید عالم ﷺ کی جناب میں نہایت گستاخ اور بے باک تھا۔ حرمین شریفین میں خصوصاً مسلمانوں پر نہایت ظلم وستم کرنے والا حکمران تھا۔ عبد الرحیم ابن اسمٰعیل جن کا تعلق دیو بندی مسلک سے ہے، وہ تحریر کرتے ہیں:

''حجاج بن یوسف کا ایک عہد ہے، ہر طرف ایک قیامت برپا تھی۔ بقول حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کہ اگر اور پیغمبروں کی امتیں سب مل کر اپنے اپنے زمانے کے بدکاروں کو پیش کریں اور ہم صرف حجاج کو مقابلے میں لائیں تو واللہ ہمارا پلہ بھاری رہے گا۔'' (ماہنامہ پیام حق کراچی، ماہ رجب ۱۳۷۵ھ مارچ ۱۹۵۶ء، صفحہ نمبر ۱۴)

حجاج بن یوسف کے مظالم اور کفریات میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کی عصمت اور عظمت کی پاداش کا بھی مرتکب تھا۔

زرقانی شرح مواہب مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۰۶ میں ہے:

فی الکامل للبرو مما کفر به الفقهاء الحجاج انه رائی الناس یطوفون حول حجرة ﷺ فقال انما یطیفون باعواد و امة قال الدمیری کفرو ہ بهذا لانه تکذیب لقوله ﷺ ان حرم علی

الارض ان تاکل اجساد الانبیاء. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ ''ابوالعباس برونے کامل میں لکھا کہ ان باتوں میں جن کے سبب علمائے کرام نے حجاج ظالم کو کافر کہا ایک یہ ہے کہ اس نے لوگوں کو روضۂ اقدس حضور سید عالم ﷺ کا طواف کرتے دیکھا، بولا کچھ لکڑیوں اور گلے ہوئے جسم کا طواف کررہے ہیں۔ علامہ کمال الدین دمیری نے فرمایا، علماء نے اس قول پر اس وجہ سے اس کی تکفیر کی کہ اس میں اس ارشاد حضور ﷺ کی تکذیب ہے کہ بے شک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء اکرام کا جسم کھانا حرام کیا۔''

نکتہ

یہ روضۂ اقدس ﷺ کا طواف کرنے والے تابعین یا اول درجہ تبع تابعین تو ضرور تھے۔

تنبیہہ جلیل

وہابی اکثر دیوبندی اور غیر مقلدین آج بھی حجاج بن یوسف کے مدح سرائی کرتے اور اس کے گن گاتے ہیں۔

یہ چند کلمات بطور اختصار منقول و مذکور، ورنہ ان ظالموں کی حکمرانی، حرمین شریفین اور خصوصاً صحابہ، تابعین اور علماء عاملین وفضلائے کاملین اور سلف صالحین پر جو مظالم کئے گئے ان کو ناحق شہید کیا گیا اگر تفصیلاً جمع کیا جائے تو ایک دفتر بن جائے۔ اب ان مفتری کذابوں سے اور ایمان کے دشمنوں سے پوچھیئے کہ یہ حکمرانیاں بطور نمونہ از خروارے مذکور ہوئیں، ان کو شرعی اور اسلامی حکومت بتاؤ گے!

اب حالیہ حکومتِ سعودیہ کا مختصراً اور اجمالاً حال ملاحظہ فرمائیں:

حرمین شریفین اور سعودی

ہم نہایت اختصار سے سعودی حکومت کی بابت عرض کریں گے، مخبر صادق حضور ﷺ نے اس فرقہ اور فتنہ کی خبر تقریباً بارہ سو سال قبل دے دی تھی۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور اکرم سید عالم ﷺ دعا فرما رہے تھے کہ:

اللھم بارک فی شامنا ویمننا. "اے اللہ! برکت دے ہمارے شام ملک میں اور یمن میں۔" قالو افی نجدنا (کچھ نجدی حاضر تھے) ان لوگوں نے عرض کیا کہ ملک نجد کے واسطے بھی دُعا فرمایئے۔ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے پھر دعا فرمائی: اللھم بارک فی شامنا ویمننا. "اے اللہ! برکت دے ہمارے شام میں اور یمن میں۔" پھر لوگوں نے عرض کیا کہ: فی نجدنا۔ ہمارے نجد کے لئے بھی دُعا کیجئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نے تیسری بار فرمایا: ھناک الزلال والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان. یعنی "ملک نجد میں زلزلے اور فتنے ہونگے اور اس سے نکلے گی اُمتِ شیطان۔" (بخاری شریف، جلد اول، صفحہ ۱۴۱)

یہ فتنہ جس کی خبر حضور اکرم ﷺ نے تقریباً بارہ سو سال پہلے دی وہ بارہ سو سال کے بعد سرزمین نجد (عرب) میں محمد بن عبدالوھاب نجدی کا روپ دھار کر ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوا اس کا باپ عبدالوھاب نجد کا ایک رئیس تھا اور اس کے خاندان کا اس ملک میں بڑا اعتبار

تھا۔اس کے چھوٹے بیٹے جس کا نام محمد تھا بڑا چالاک اور بے باک، مغرور اور متکبر تھا۔آئمہ دین، مفسرین، محدثین کے مسلک حق کو غلط قرار دے کر اپنی خود بینی رائے کے اصول واضع کئے اور مسلمانوں پر کفر اور شرک کے فتوے لگانا شروع کئے۔اس کا والد شہر عینیہ کا قاضی تھا۔بیٹے کی شرانگیزیوں کی وجہ سے حاکم عینیہ نے اُسے عہدہ قضاء سے معزول کر دیا۔ابنِ عبدالوھاب نے اپنی نام نہاد توحید کی آڑ میں فتویٰ بازی شروع کر دی۔مسلمان اس کے انوکھے اور نئے عقائد اور قرآن وسنت کی مخالفت کو برداشت نہ کر سکے، حتیٰ کہ اس کے والد عبدالوھاب اور بھائی بھی اس خانہ ساز توحید کو برداشت نہ کر سکے انھوں نے اس سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کر دیا۔۱۱۵۳ھ میں اس کے والد کا انتقال ہو گیا تو اس خبیث نجدی نے اپنی مہم کو اور تیز کر دیا، جس سے مسلمان بے قابو ہو گئے اور اس فتنے سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس کے گھر پر حملہ کر دیا۔محلّہ میں شور پڑ گیا اور شیخ نجدی افراتفری کے عالم میں بچ کر بھاگ گیا اور کچھ عرصے بعد عینیہ کے امیر عثمان بن احمد معمر تک رسائی حاصل کر کے اس کی خدمت میں اپنا منصوبہ پیش کیا اور اُسے یقین دلایا کہ اگر میرے منصوبے پر عمل کریں تو آپ پورے نجد کے بادشاہ بن جائیں گے۔امیر عثمان اس کے فریب میں آ کر اس کا ہمنوا بن گیا۔اس نے عبداللہ بن عمر کی لڑکی جوہرہ کا نکاح ابن عبدالوھاب سے کر دیا۔اس نے امیر عثمان کے تعاون سے تحریک وہابیہ کے فروغ اور عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی۔اس نے امیر عثمان کی معیّت میں چھ سو مسلح آدمیوں کے ہمراہ جبیلہ کے مقام پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی زید بن خطاب رضی اللہ عنہ جو مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں

شہید ہوئے ،ان کے روضئہ اقدس کو ابن عبد الوھاب نے اپنے ہاتھ میں کدال لیکر ڈھادیا اور زمین کے برابر کردیا، اس کے بعد اس شقی نے ابن ضرار بن الازور کے مزار شریف کو مسمار کیا اور دوسرے مشاہد کو بھی شہید و پامال کیا۔ یہ خبر جب سلیمان بن محمد کو ملی تو اس نے فوراً امیر عثمان کو سخت تنبیہ کی کہ تمہارے پاس جو فسادی مولوی ہے اس کو فوراً قتل کردو ورنہ ہم بہت جلد فوج لے کر تم پر حملہ کردیں گے۔ امیر عثمان کے ہوش اُڑ گئے۔ اس نے نہایت خفیہ تدبیر سے محمد بن عبد الوھاب کو اپنے علاقے سے نکال دیا۔

محمد بن عبد الوھاب نے ابن سویلم عرینی کی مدد سے امیر ابن سعود تک اس کی بیوی کو سبز باغ دیکھا کر بیوی کے ذریعے ابن سعود کو اپنا ہمنوا بنالیا اور ابن سعود نے محمد بن عبد الوھاب کے ہاتھ پر بیعت کی ، پھر کیا دعوت توحید و تبلیغ کے نام پر تمام دنیا کے مسلمانوں پر شرک کا فتویٰ صادر کر کے علمِ جہاد بلند کیا۔ اس جہادِ وہابیہ کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا۔ رفتہ رفتہ تمام ممالک نجد و حجاز کے بے گناہ مسلمان ان کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

عربی رسالہ الشیخ محمد بن عبد الوھاب، صفحہ ۲۴، جس کا ترجمہ یہ ہے:

''ابن سعود کے ساتھ معاہدہ طے پا جانے کے بعد ابن عبد الوھاب نے جہاد کا آغاز کر دیا اور اس نے لوگوں کو خطوط لکھے کہ وہ بھی ان کے اس جہاد وہابیہ کے میدان میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں اور ان کے شہروں میں جو شرک پھیل رہا ہے اس کے ازالہ میں جدو جہد کریں۔ اس جہاد کا آغاز اہلِ نجد سے کیا گیا۔ امیر درعیہ محمد بن

سعود نے اس کی پوری پوری مدد کی۔ پس شیخ نجدی نے دعوت وجہاد میں پورا پورا زور صرف کردیا۔ اور آل سعود میں سے اس کے مددگاروں نے اس کا پورا پورا ساتھ دیا ۱۱۵۸ھ میں شیخ کی وفات پانے تک ۱۲۰۶ھ تک مسلسل تقریباً پچاس برس اس دعوت وجہاد میں مصروف رہے۔ محمد بن سعود پورے اکیس سال تک بے گناہ ناحق مسلمانوں کو شہید کر کے ۱۱۷۹ھ میں وفات پا گیا تو اس کا بیٹا عبدالعزیز بن محمد بن سعود اس کا جانشین ہوا اور ابن عبدالوھاب نجدی کی تحریک کو کامیاب کرنے میں، مسلمانوں کے قتل وغارت کرنے میں اپنے باپ سے بڑھ چڑھ کر شدید کاروائیاں کیں۔ امیر عبدالعزیز نے سرزمینِ حجاز مقدس پر جارہانہ حملہ کیا اور یلغار کرتا ہوا مکہ مکرمہ پر قابض ہوگیا۔ حرمِ محترم اور کعبۃ اللہ بھی وہابیت کی دست برد سے محفوظ نہ رہا۔ باشندگان مکہ مکرمہ پر ذرہ بھر رحم نہ کیا۔ علمائے اکرام اور سادات عظام کو چُن چُن کر شہید کیا۔ مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو کوئی چیز ان کے ہاتھوں محفوظ نہ رہی مکہ مکرمہ کی گلیاں مسلمانوں کے خون سے بھر گئیں۔ ان کے لڑکوں کو غلام بنالیا گیا اور ان کی عفت مآب خواتین کو لونڈیاں قرار دیکر ان کی جبراً عصمت دری کی گئی۔" (اقتباس تاریخ وہابیہ، ابوالحسان قادری)

سند الیقین

تفسیر بیضاوی علی الجلالین مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۵ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے "انا الشیطٰن لکم عدو فاتخذوہ عدوا، کے تحت فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان خارجیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو قرآن وحدیث کی تاویل وتحریف

کرتے ہیں اور پھر اس تحریف کے ذریعے مسلمانوں کے خون بہانے اور مال ومتاع لوٹ لینے کو حلال ٹھہراتے ہیں جیسا کہ ان ہی جیسے لوگوں سے اس زمانے میں مشاہدے میں آیا۔ یہ لوگ ارضِ حجاز میں ایک فرقہ ہے جنھیں وہابی کہا جاتا ہے ان کا خیال ہے کہ وہی حق پر ہیں حالانکہ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں، شیطان نے انھیں بہکا کر اللہ کی یاد سے بھلادیا، یہ لوگ شیطانی گروہ ہیں اور حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہی گھاٹے میں ہیں۔ ہم اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ ان کی جڑیں کاٹ دے۔''

حضرت علامہ ابن عابدین، باغیوں کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے:

جیسے کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوھاب کے متبعین کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے اُٹھے اور انھوں نے حرمین شریفین (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) پر غلبہ حاصل کرلیا یہ لوگ خود کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ تھا کہ صرف وہی مسلمان ہیں اور جو کوئی ان کے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے۔اسی بناء پر ان لوگوں نے مسلمانانِ اہل سنت کے قتل کو جائز ٹھہرایا۔''

؎ مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری......

مولوی خلیل احمد جو کہ رشید احمد گنگوہی کی بولتی زبان ہیں وہ تحریر فرماتے ہیں:

''علامہ شامی نے (درمختار کے) حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوھاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے، اپنے آپ کو حنبلی مذہب بتاتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انھوں نے اہل سنت کا

قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔" (المہند صفحہ ۱۰، مکتبہ تھانوی بندر روڈ کراچی)

مزید براں ملاحظہ فرمایئے مولوی حسین احمد صدر المدرسین دار العلوم دیو بند تحریر فرماتے ہیں:

"صاحبو! محمد بن عبد الوھاب نجدی ابتدأ تیرھویں صدی نجد (عرب) سے ظاہر ہوا اور چونکہ خیالاتِ باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہلسنت والجماعت سے قتل وقتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا ان کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا، اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیفِ شاقہ پہنچائیں، سلفِ صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیفِ شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم وباغی، خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قومِ یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے، غرض یہ ہے کہ وجوہاتِ مذکورہ الصدر کی وجہ سے ان کو اس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اس نے ایسی ایسی تکالیف دیں ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیئے تھا۔"

(الشہاب الثاقب، صفحہ ۴۲، کتب خانہ رحیمیہ دیو بند ضلع سہارنپور)

نوٹ وہابیوں کے مطابق یہی تو اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ وہابی، بُت پرستوں (ہنود) سے بھی بدتر ہیں۔ کمامر

نیز یہی حسین احمد صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

''شانِ نبوت وحضرتِ رسالت علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی اور ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول ﷺ کا کوئی حق ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور نہ کوئی فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دُعا میں آپ ﷺ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، ان کے بڑوں ابن عبدالوھاب کا مقولہ ہے، معاذ اللہ، معاذ اللہ ''نقل کفر کفر نباشد'' کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ السلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کرسکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم ﷺ تو یہ بھی نہیں کرسکتے۔''

(الشھاب الثاقب، صفحہ ۴۷، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

دیکھا آپ نے بصد کمال مجبوری اقرار کرنا ہی پڑا، حالانکہ ان کے امامِ ربانی مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''محمد بن عبدالوھاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب

ان کا حنبلی تھا البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔"

(فتاوی رشیدیہ کامل مبوب، صفحہ ۲۳۵ قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

؎ دوہرا مکان بنایا ہے رہنے کو یار نے
آیا جو میں اِدھر سے وہ اُدھر سے نکل گیا

موجودہ حکومت سعودیہ

موجودہ حکومت سعودیہ کا مختصر حال بطور نمونہ از خروارے ملاحظہ ہو:

سردار محمد حسنی تحریر فرماتے ہیں:

"جس وقت ۱۸۰۳ء میں سعود ابن العزیز فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوا مکہ کے تمام مشاہد اور قبے زمین کے برابر کر دیئے گئے۔ کعبہ کے جواہر اور قیمتی ذخیرے فاتحین میں تقسیم کر دیئے گئے۔ مجاور قتل کر دیئے گئے اور حرم کے غلاف پھاڑ دیئے گئے۔" (سوانح سلطان ابن سعود، صفحہ ۴۸، محمد بن عبد الوھاب نجدی، صفحہ ۷۳)

مرزا حیرت دہلوی فرماتے ہیں:

"۱۸۰۳ء کے اختتام پر مدینہ بھی سعود کے قبضہ میں آ گیا۔ مدینہ لے کر اس کے مذہبی جوش میں یہاں تک اُبال آیا کہ اُس نے اور مقبروں سے گزر کر خود نبی کریم ﷺ کے مزار کو بھی نہ چھوڑا اور اس چادر کو اُٹھا دیا جو آپ کی قبر مقدس پر پڑی تھی۔" (حیات طیبہ، صفحہ ۲۵۹)

سردار محمد حسنی تحریر فرماتے ہیں:

۱۲۱۶ھ میں سعود ابن عبد العزیز نجدی تمام نجد جنوب حجاز اور تہامہ سے ایک لشکرِ جرار

لے کر کربلا کے ارادہ سے چلا اور بلدۃ الحسین کے باشندوں پر حملہ کیا، ان پر دھاوا بول دیا، اس کی دیواروں پر چڑھ گئے۔ اکثر باشندوں کو گھروں اور بازاروں میں تہ تیغ کر دیا اور اس قبہ اور اس کے آس پاس اور چڑھاوے اور تمام چیزیں لے لیں۔ قبہ زمرد، یاقوت اور جواہر سے مرصع تھا اور اس کے علاوہ دو ہزار آدمی قتل کئے گئے۔

(سوانح سلطان ابن سعود، صفحہ ۴۴ تا ۸۴، محمد بن عبدالوہاب، صفحہ ۶۹)

یہ سعودیہ حکومت کی نہایت مختصر خونچکان داستان ہے جس پر آج کے وہابی۔ دیوبندی ،تبلیغی اور جماعت اسلامی اور اہلحدیث وغیرہ ہم کو بڑا ناز ہے اور مداح سرائی کرتے ہیں، ان کے نام کے خطبے پڑھتے ہیں اور اپنے انجام پر نہیں شرماتے ہیں۔ یہ حالات وواقعات مسلمانوں کے لئے عبرت اور نفرت کا مقام ہیں۔ اللہ عزوجل مسلمانوں کو ہدایت دے اور اس رسالے سے نفع پہنچائے اور رشد وہدایت کا سبب بنائے اور اپنی بارگاہ صمدیت میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے۔ امین ثم امین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقه ونور عرشه سیدناو مولینا وملجانا محمد واله واصحابه وبارک وسلم اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین.

فقیر ابوالرضا محمد عبد الوهاب خان القادری الرضوی غفرله

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدلله الواحد الصمد المعتذر فی ذاته و صفاته فلا مثل له ولا ضدله ولم یکن له کفو احد ہ والصلوٰة والسلام الا تمان الاکمان علی رسوله و حبیبه سید الانس و الجان الذی انزل علیه القراٰن هدٰی للنا س وبینات من الهدٰی و الفرقان و علیٰ اله و اصحابه ما تعاقب الموان و علیٰ من اتبعهم باحسان الیٰ یوم الدین وعلینا لهم وبهم یا ارحم الراحمین والحمدلله رب العالمین ہ اما بعد قد قال الله تعالیٰ فی القراٰن الحکیم و الفرقان الکریم

ان الذین یکفرون بالله ورسله و یریدون ان یفرقوا بین الله و رسله و یقولون نومن ببعض و نکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا ہ اولٰئک هم الکٰفرون حقا و اعتدنا لکٰفرین عذابا مهینا .(النساء : ۱۵۰ ـ ۱۵۱)

یعنی: وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں اور کہتے ہیں ہم کسی پر ایمان لائے اور کسی کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان وکفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال

لیس، یہی ہیں ٹھیک کافراور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب

تیار کر رکھا ہے۔ (کنزالایمان)

اللہ عزوجل نے اس آیت کریمہ میں پکے کافراور کٹر منافق کی نشانیاں بیان فرمائی

ہیں۔ھو ھذا:

نمبرا۔ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں۔

نمبر۲۔ بعض آیات پر ایمان لاتے اور بعض آیات کے منکر ہوتے ہیں۔

نمبر۳۔ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی راہ نکالتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ یہی پکے کافر ہیں۔سارے بخدی،وہابی،دیو بندی،تبلیغی

وغیرہ میں یہ تینوں نشانیاں موجود ہیں، ملاحظہ فرمایئے مفتی احمد ممتاز دیو بندی اپنی

کتاب کے خطبے میں لکھتا ہے:

"الحمدلله الذی جعل الارض فراشالامبشروامر المخلوق

النوری ای الملائکة و رئیس الناری ای ابلیس ان

لسجدو اللتراب ای بشر و ختم علٰی افواه اعداء ابشر با

مره للنبی صلی الله علیه وسلم بقوله تعالٰی قل انما انا بشر

مثلکم وبقوله قل لا اقول لکم عندی خزائن الله و الا

اعلم الغیب وبقوله قل اللهم مالک الملک۔"

(ملخصا،پانچ مسائل،صفحہ۴)

خط کشیدہ الفاظ غور سے ملاحظہ فرمائیں جس کا حاصل یہ ہے کہ نوری

مخلوق یعنی فرشتوں اور ناریوں کے سردار یعنی ابلیس کو، کہ سجدہ کریں مٹی یعنی بشر کو۔ حالانکہ قرآن کریم میں ہے

و اذ قال ربک للملئکة انی خالق بشرا من صلصال من حما مسنون ہ فاذا سویته و نفخت فیه من روحی فقعوا له سٰجدین ہ (الحجر :۲۸۔۲۹)

ترجمہ: ''اور یاد کرو جب تمھارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں آدمی (بشر) کو بنانے والا ہوں بجتی مٹی سے جو بدبودار گارے سے ہے تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لئے سجدے میں گر پڑنا۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ جب اللہ عزوجل نے اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دی تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا، مٹی کو ہرگز سجدہ نہ کیا۔

تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی

زیر قوله تعالیٰ تلک الرسل فضلنا ان الملئکة امروا بالسجود لادم لاجل ان نور محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم فی جبهة ادم.

تفسیر نیشاپوری ج ۳ سوم میں ہے:

سجود الملائکة لادم فیما کان لاجل نور محمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم الذی کان فی جبهة.

دونوں عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا اس لئے تھا کہ ان کی پیشانی میں نور محمد ﷺ تھا۔ ان عباراتِ منقولہ سے واضح ہوا کہ نوریوں نے نور یعنی فرشتوں نے نور محمد ﷺ کو سجدہ کیا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی آیت کریمہ کے ایک حصے کو مانتے اور دوسرے حصے **ونفخت فیه من روحی** کے منکر ہوئے نیز اس خطبے میں مفتی ممتاز دیوبندی کہتا ہے ، بامرہ للنبی ﷺ بقولہ تعالیٰ **قل انما انا بشر مثلکم** ۔آیتِ کریمہ کا ایک حصہ نقل کیا اور اس کے متصل ہی **یوحیٰ الیَّ** ہے اسکو ہضم کیا یعنی کہتا ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ تم کہو کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ **یوحیٰ الیَّ** جو کہ ایک عظیم فرق عظمت ہے اسکو نقل نہ کیا۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی بعض پر ایمان لائے اور بعض کے منکر ہیں۔ چنانچہ یہی مفتی ممتاز دیوبندی لکھتا ہے:

"ہر وہ شخص جو سر میں ذرا سا دماغ اور دماغ میں ذرہ برابر شعور رکھتا ہو بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ آپ ﷺ انسانوں میں سے ایک انسان اور بشر ہیں۔" (پانچ مسائل، صفحہ ۲۱)

چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ سارے نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی اور مودودی وغیرہ حضور ﷺ کو اپنی طرح یا اپنی مثل بشر سمجھتے ہیں اور آیت کریمہ

قد جآء کم من اللہ نور و کتٰب مبین ۔ (المائدہ:۱۵)

"بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔" (کنز الایمان)

تفسیر جلالین شریف میں ہے:

قد جآء کم من اللہ نور ھوالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و کتٰب قران مبین ۔یعنی بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور وہ نبی ﷺ ہیں اور روشن کتاب قرآن ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کو نور فرمایا لہٰذا ہم اہلسنت (بریلوی) حضور ﷺ کو نور مانتے ہیں اور مطلقاً بشر ہونے کا انکار بھی نہیں کرتے مگر اپنی طرح بشر نہیں کہتے بلکہ خیر البشر کہتے ہیں یعنی ہم اہلسنت پورے قرآن کریم پر ایمان لاتے ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق صاحب محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''حق سبحانہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کا اسمِ گرامی اور انتہائی روشن اور منور ہونے کی بناء پر نور اور سراجِ منیر رکھا اسلئے کہ آپ کے ذریعے قرب و وصال حق کا طریقہ روشن اور ظاہر ہوا اور آپ کے جمال وکمال سے آنکھوں میں بینائی اور روشنی حاصل ہوئی چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ قد جاء کم من اللہ نور و کتٰب مبین۔ بے شک تمھارے پاس اللہ کی جانب سے نور اور روشن کتاب آئی۔'' (مدارج النبوۃ، صفحہ ۱۲۳، جلد اول)

پھر فرماتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ کو نور فرمانے میں اپنے اس ارشاد سے تلمیح ہے کہ ''اللہ نور السمٰوٰت و الارض'' اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے۔ لہٰذا

آسمان وزمین میں نہیں ہے مگر نور الٰہی جو تمام موجودات میں ہویدا ہے اور وہی وجود وحیات کا مالک ہے اور حضور ﷺ کا جمال وکمال اس نور الٰہی کا مظہر اتم اور اس کے ظہور کا واسطہ ہے۔" (مدارج النبوۃ، جلد اول، صفحہ ۱۲۴)

سارے نجدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی ومودودی جماعت وغیرہ آیت کریمہ قد جآء کم من اللہ نور، کے منکر ہیں اور حضور ﷺ کو نور نہیں مانتے بلکہ اپنی طرح بشر کہتے ہیں چنانچہ یہ ثابت ہوا کہ یہ سارے کے سارے بعض آیات پر ایمان لاتے اور بعض کے منکر ہوتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

اولٰئک هم الکٰفرون حقا۔

"یہی ٹھیک کافر ہیں یعنی پکے کافر کٹر منافق ہیں۔"

عزیزانِ گرامی

ان تمہیدی کلمات سے ان لوگوں کے دین کی قلعی کھل جاتی ہے چنانچہ کافروں اور منافقوں کے بارے میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین کفر و ا من اهل الکتب وا لمشر کین فی نار جهنم خلدین فیها، اولٰئک هم شر البریة . (البینہ ۶)

"بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدتر ہیں۔" (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ کفار تمام مخلوق میں سب سے بدتر ہیں اور مخلوق میں تمام حیوانات

وبہائم مثلاً سؤر اور کتاوغیرہ سب داخل ہیں نیز اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

"ان الـذيـن يحا دون الله و رسوله كبتوا كما كبت الذين من قبلهم. (المجادله: ٥)

"بے شک وہ جو مخالفت کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کی وہ ذلیل کئے گئے جیسے ان سے اگلوں کو ذلت دی گئی۔" (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول کے مخالفوں کو ہمیشہ ذلت دی گئی اور فرماتا ہے:

ان الذين يحا دون الله و رسوله اولئك فى الاذلين.
(مجادله: ٢٠)

"بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔" (کنزالایمان)

ان آیات سے واضح ہوگیا کہ کافر ساری مخلوق میں سب سے بدتر اور سب سے زیادہ ذلیل ہیں۔

اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت

مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند، جن کے متعلق مولوی حسین احمد صدرالمدرسین دیوبند فرماتے ہیں:

"حضرت مولانا شمس الاسلام والمسلمین، حجۃ اللہ علی العالمین، مرکز دائرۃ التحقیق والتدقیق، قطب افلاک الحکم و اسرار التشریع والتخلیق مولانا محمد قاسم النانوتوی الحنفی صدیقی۔" (الشہاب الثاقب، صفحہ ۲۷، کتب خانہ رحیمیہ دیوبند)

دیو بندی دین میں ان کے مراتب عالیہ بغور خوض ملاحظہ فرمایئے اور ان کا کلام نرالا نظام ملاحظہ ہو، مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیو بند فرماتے ہیں:

''اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تا کہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو، سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقامِ مدح میں ولٰکن الرسول الله و خاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مداح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مداح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی کہ اس میں ایک تو خدا کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی (بکواس) کا وہم ہے'' (تحذیر الناس، صفحہ ۲۔۳، کتبخانہ اعزازیہ دیو بند؛ اور تحذیر الناس صفحہ ۴۔۵، مطبوعہ ۱۹۷۶ء ادارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

مولوی قاسم صاحب اس عبارت میں دعویٰ کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ آخری نبی نہیں ہیں کیونکہ یہ عوام کا خیال ہے۔ اہلِ فہم دانشمندوں کے نزدیک اول و آخر آنے میں کوئی فضیلت نہیں۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی

میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس، صفحہ ۲۴، کتب خانہ اعزازیہ دیوبند؛ اور مطبوعہ ۱۹۷۶ء تحذیر الناس، صفحہ ۳۴، دارالاشاعت کراچی)

عزیزانِ ملت!

ختمِ نبوت کا انکار دارالعلوم دیوبند سے شروع ہوا اور صاف لکھ دیا کہ بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا یعنی حضور ﷺ کے بعد نبی کا پیدا ہونا ممکن مانا، نیز یہ پہلے بتا دیا گیا کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں، آخری نبی جاننا عوام کا خیال ہے۔

غور طلب یہ امر ہے کہ اللہ عزوجل خاتم النبیین فرمائے، حضور ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی فرمائیں اور خلفائے راشدین اور صحابہ کرام، تابعین اور آئمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین، سلفِ صالحین، علماء عالمین اور سارے مسلمین حضور ﷺ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد اور آخری نبی ہونے پر ایمان لائیں۔ بانی دارالعلوم دیوبند نے سب کو عوام کی صف میں کھڑا کر کے اہلِ فہم یعنی دانشمندوں کے مقابل ٹھہرایا اور معاذاللہ سب کو جاہل اور ناسمجھ بتایا اور اپنی نبوت کے لئے میدان ہموار کیا۔ یہ تو موت کے شکنجہ میں گرفتار ہو کر قید خانہ ابدی کو سدھارے، ان کے فرزند ارجمند غلام احمد قادیانی نے ان کی موت کے بعد نبوت کا دعویٰ کر دیا اور دلیل اس عبارت کو بنایا لہٰذا جماعت احمدیہ آج بھی اس عبارت کو دلیل میں پیش کرتی ہے اور اپنی کتاب "آیت خاتم النبیین اور جماعتِ احمدیہ کا مسلک" میں بطور سند تحریر کرتے ہیں:

”مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی متوفی ۱۲۹۷ھ ۱۸۸۰ء فرماتے ہیں،
عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم (ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ
آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی
ہیں مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت
نہیں پھر مقامِ مداح میں ولکن الرسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا اس
صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقامِ مدح قرار نہ دیجیئے تو البتہ
خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہلِ
اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی ۔ (تحذیر الناس، صفحہ ۳)

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ خاص طور پر پڑھنے کے لائق ہیں، وہ کیا فرق ہے جو
عوام اور اہلِ فہم کے مذہب میں ہے اور اہلِ اسلام کو کیا بات گوارا نہیں؟ موازنہ
فرمایئے اور جماعتِ احمدیہ کا مذہب، مذہب اہلِ فہم اور اہلِ اسلام والا ہے یا مخالفین
جماعت کا؟“

(آیت خاتم النبین اور جماعتِ احمدیہ کا مسلک، پیشکش وقف جدید انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان، صفحہ ۲۲)

معلوم ہوا کہ قادیانی دین کو دارالعلوم دیوبند نے جنم دیا اس سے قبل قادیانیت
معدوم اور مفقود تھی۔ ختمِ نبوت ایمانی اور ایقانی عقیدہ ہے، عہدِ رسالت سے لے کر
جب تک اسلام باقی ہے اور مسلمان موجود ہیں ان سب کا یہی عقیدہ ہے کہ
حضور ﷺ خاتم النبین آخری نبی ہیں کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانے کے بعد

ہے اور آپ آخری نبی ﷺ ہیں، مگر دارالعلوم دیو بند کے بانی نے اس کو عوام کا خیال یعنی بے علم نادانوں کا خیال کہہ کر اہل فہم یعنی دانشمندوں کے خلاف بتایا۔ (لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم)

مولوی رشید احمد گنگوہی، علمائے دیو بند کے نظر میں

دیو بندی دین میں مولوی رشید احمد گنگوہی کا منصب محتاج تعارف نہیں لیکن عامتہ المسلمین کی بارگاہ میں بطور یادداشت عرض ہے، یہ دیکھئے مولوی حسین احمد صاحب صدر المدرسین دارالعلوم دیو بند، مولوی رشید احمد گنگوہی کے درجاتِ فاضلہ اس طرح بیان فرماتے ہیں، ھوھذا:

"حضرت مولانا شمس العلماء العلمین، بدر الفضلاء الکاملین، ابو حنفیہ الزمان، جنید الدوران، امام ربانی، محبوبِ سبحانی، جناب مولوی حافظ حاجی رشید احمد گنگوہی۔" (الشہاب الثاقب، صفحہ ۸۵، کتبخانہ رحیمیہ دیو بند)

بار بار پڑھیئے اور سر دُھنئے!

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں:

"قطب عالم، قدوۃ العلماء، غوث الا اعظم، اسوۃ الفقہاء و جامع الفضائل و الفواضل العلیہ، مستجمع الصفات والخصائل الھیئۃ السنیہ، حامی دین مبین، مجدد زمان، وسیلتنا الی اللہ الصمد الذی لم یلد ولم یولد، شیخ المشائخ مولانا

الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔'' (تذکرۃ الرشید، جلد اول، صفحہ ۲، مکتبہ بحر العلوم این پی ۱۶۔ غلام شاہ اسٹریٹ جونا مارکیٹ کراچی)

بغور ملاحظہ کیجیئے اور گنگوہی صاحب کے فضل و کمال کی داد دیجیئے۔

تبلیغی جماعت کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب دہلوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی اس دور کے قطب ارشاد اور مجدد تھے۔''

(ملفوظات الیاس، صفحہ ۱۲۳، مرتب مولوی محمد منظور نعمانی، مکتبہ رشیدیہ ساہیوال)

شیخ الہند دیو بند مولوی محمود حسن صاحب، مولوی رشید احمد گنگوہی کے بارے میں فرماتے ہیں:

خدا ان کا مربی تھا، وہ مربی تھے خلائق کے
میرے مولا، میرے ھادی تھے، بے شک شیخ ربانی

(مرثیہ محمود حسن، صفحہ ۹، کتبخانہ رحیمیہ دیو بند)

حکیم الامت دیو بند مولوی اشرف علی تھانوی ''رب العلمین'' کا ترجمہ کرتے ہیں: ''مربی ہیں ہر ہر عالم کے''۔ محمود حسن مربی خلائق لکھتے ہیں جس کے معنی ''رب العلمین'' ہوا۔

یہی محمود حسن جناب شیخ الہند دیو بند دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

مردوں کو زندہ کیا، زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابنِ مریم

(مرثیہ محمود حسن۔ صفحہ ۲۳)

محمود حسن شیخ الہند دیو بند، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر طعن کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے ابنِ مریم تم نے تو مردوں کو ہی زندہ کیا ہے، کسی زندہ کو موت سے نہ بچایا، دیکھو ہمارے شیخ رشید احمد گنگوہی نے تو مردوں کو بھی زندہ کیا اور زندوں کو مرنے بھی نہ دیا۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام پر طعن کر رہا ہے (معاذ اللہ) اور برتری کا دعویٰ؟ تعجب تو یہ ہے کہ زندوں کو مرنے نہ دینے والا خود کیسے مر گیا! کیا کوئی مسلمان ان امور کا تصور کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہی مولوی رشید احمد گنگوہی جن کا دعویٰ ہے کہ اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ چنانچہ عاشق الٰہی میرٹھی تحریر فرماتے ہیں:

"آپ (رشید احمد) نے کئی مرتبہ بحثیت تبلیغ یہ الفاظ اپنی زبان فیض ترجمان سے فرمائے: سن لو! حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔"

(تذکرۃ الرشید، جلد دوم، صفحہ ۱۷، مکتبہ بحر العلوم کراچی)

مولوی رشید احمد گنگوہی یہ نہیں کہتے کہ میں حق کہتا ہوں بلکہ یہ فرماتے ہیں کہ سن لو، حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے، اس کے سوا کچھ بھی ہو وہ حق نہیں اور قسم کے ساتھ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔ پھر ایک مرتبہ نہ فرمایا بلکہ کئی مرتبہ بحثیت تبلیغ فرمایا یعنی اشاعت و تشہیر کے لئے بار بار فرمایا کہ اہلِ دنیا کو بتا دو کہ اب ہدایت و نجات موقوف ہے رشید احمد گنگوہی

کے اتباع پر، قرآن و حدیث کی ضرورت نہیں، شریعت مطہرہ کی حاجت نہیں۔

لاحول ولا قوۃ۔

حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے

رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبھٹی بالاتفاق فرماتے ہیں:

''شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔''

(براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱، کتب خانہ امدادیہ دیوبند)

اب شیخ محقق عبدالحق صاحب رضی اللہ عنہ، کی عبارت ملاحظہ فرمائیں ''اور سن لو، حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے، اور اس زمانے میں ہدایت و نجات موقوف ہے رشید احمد کے اتباع پر'' کا موازنہ کیجئے اور ایمان اور ایقان کی داد دیجئے۔

مولینا شیخ محقق عبدالحق صاحب رضی اللہ عنہ، تحریر فرماتے ہیں:

''کچھ لوگ اس جگہ یہ اشکال لاتے ہیں کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں بندہ ہوں میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔، اس کلام کی کوئی اصل نہیں ہے اور نہ اس قسم کی کوئی صحیح روایت وارد ہے۔'' (مدارج النبوۃ، حصہ اول، صفحہ ۷، مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی)

شیخ محقق تو فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ یہ اشکال لاتے ہیں اور اس کلام کی کوئی اصل نہیں اور نہ کوئی ایسی روایت ہے۔ یہ ظالم کہتے ہیں کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں۔ لعنتہ اللہ علی الکذبین

عزیزانِ ملت!

انصاف کیجئے اور ایمان کی کہئیے ، کیا اللہ عز و جل اور اس کے رسول ﷺ کا صریح انکار نہیں کہ فرمایا کہ جو اللہ اور اس کے رسول کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں، یہی تو کہتے ہیں کہ سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے اور ہدایت ونجات موقوف ہے رشید احمد کے اتباع پر، نہ قرآن کی حاجت نہ حدیث کی ضرورت جو رشید احمد گنگوہی نے فرمایا وہی حق ہے اور آپ دونوں عبارتوں کو بار بار پڑھیں، نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اللہ اور اس کے رسولوں کو جھٹلانا، آئمہ دین اور علمائے مجتہدین پر بہتان لگانا اور ایمان وکفر کے درمیان راہ نکالنا یہی دیوبندی دین کی اصل ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی دیوبندی کہے کہ (معاذ اللہ) عزیر خدا کا بیٹا ہے آیتِ کریمہ ''عزیر ابن الله'' کو دلیل میں پیش کرے اور ''قالت الیهود'' ہضم کر جائے یا ''مسیح ابن الله'' پر ایمان لائے اور ''قالت النصاری'' کا انکار کرے۔

خدا کی خدائی میں شیطان و ملک الموت شریک ہیں

مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے رفیق کار مولوی خلیل احمد انبٹھی بالاتفاق فرماتے ہیں:

''الحاصل غور کرنا چاہئیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر عالم محیط

زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالَم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔"

(براہین قاطعہ، صفحہ ۵۱، کتبخانہ امدادیہ دیوبند)

معلوم ہوا کہ دیوبندی دھرم میں خدائی کا دارومدار علمِ محیط زمین پر ہے کہ جس کو علمِ محیط زمین حاصل وہ خدا ہے اور بلا دلیل نصِ قطعی کے کسی غیر کے لئے علمِ محیط زمین ثابت کرنا شرک ہے اور ایسا شرک کہ جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔

چنانچہ علمِ محیطِ زمین شیطان و مَلک الموت کو حاصل اور نص (قرآن وحدیث) سے ثابت ہے لہٰذا شیطان و ملک والموت دو خدا اور ہو گئے کیونکہ شرک جب کسی فرد میں ایک کے لئے ثابت، وہی دوسرے کے لئے ثابت کرنا بھی شرک ہوگا گویا اس کو خدا ماننا ہے۔

نوٹ:

نمبر ۱...... اس عبارت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار ہے کیونکہ اللہ عزوجل مستجمع جمیع صفات کمال ہے اور علمِ محیط زمین کامل نہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے: ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو عالم الغیب و الشھادۃ۔ یعنی اللہ عزوجل غیب وشہادت سب کا عالم ہے، اس نے علم محیط زمین اللہ کے لئے مانا جو علم شہادت ہے علم غیب کا انکار کیا، اللہ اس سے پاک ہے، اس سے کوئی شئے

پوشیدہ نہیں۔

نمبر۲...... اگر اس علمِ محیط زمین سے مراد علمِ ذاتی اور ازلی وقدیم ہے، یہ بلاشبہ شرک ہے، پھر اسی شرک میں شیطان و ملک الموت کو شامل کر کے خود مشرک ہو گیا اور شیطان و ملک الموت کو اپنا معبود بنالیا۔

نمبر۳...... تعجب یہ ہے کہ علمِ محیط زمین نص سے ثابت مانتا ہے، حضور ﷺ کیلئے نص پر راضی نہیں بلکہ نص قطعی طلب کر رہا ہے کہ حضور ﷺ سے عداوت کی کُھلی نشانی ہے۔

نصِ قطعی

وہ کونسا مسلمان ہے جو یہ نہیں جانتا کہ حضور ﷺ تمام انبیاء ومرسلین سے افضل و اعلیٰ ہیں، تمام انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کو جو بھی اللہ تعالیٰ نے دیا وہ سب تمام فضل وکمال حضور ﷺ کو عنایت فرمائے گئے بلکہ اس سے بھی زائد، وہ فضل وکمال جو کسی کو نہ ملا وہ سب حضور ﷺ کو عطا فرمائے گئے۔ آدم علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وعلم اٰدم الا سماء کلھا ثم عر ضھم علی الملئکتہ فقال ا نبؤ نی با سما ء ھؤ لا ء ان کنتم صٰدقین ہ قالو ا سبحٰنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم ہ قال یاٰ دم انبھم با سما ئھم فلما انباھم باسمائھم۔

(البقرہ:۳۱تا۳۳)

''اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے پھر سب اشیاء کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا، سچے ہو تو ان کے نام بتاؤ۔ (فرشتے) بولے پاکی ہے تجھے، ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا، بیشک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ (اللہ نے) فرمایا، اے آدم بتا دے انھیں سب اشیاء کے نام، جب اُس نے (یعنی آدم علیہ السلام نے) انھیں سب کے نام بتا دیئے۔'' (کنزالایمان)

دریافت طلب یہ امر ہے کہ شیطان و ملک الموت، اِن ملائکہ میں شامل تھے یا نہیں؟ تھے اور ضرور تھے، جب ہی تو فرمایا گیا:

فسجد الملئكة كلهم اجمعون الا ابليس ۔ (الحجر:۳۰-۳۱)

''تو جتنے فرشتے سب کے سب سجدے میں گرے سوا ابلیس کے۔'' (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ شیطان و ملک الموت علیہ السلام بھی ان میں شامل تھے، سب نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا اور لا علم لنا کہا۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ جل مجدہ نے آدم علیہ السلام کو وہ علم عطا فرمایا جو ملائکہ کو بھی عطا نہ فرمایا تھا، جب آدم علیہ السلام کے علم کی یہ وسعت ہے تو نبی الانبیاء حبیب کبریا محمد ﷺ کے علم کی وسعت کو کون پا سکتا ہے، جن کے لئے فرمایا گیا:

و علمک ما لم تکن تعلم و کا ن فضل الله علیک عظیما ۔ (النساء:۱۱۳)

''اور تمھیں سکھا دیا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔'' (کنزالایمان)

آدم علیہ السلام کو صرف 'علم ادم الاسماء کلها' اور یہاں 'علمک ما لم تکن

تعلم و کان فضل علیک عظیما' فرمایا تو اس فضل عظیم کو کون جان سکتا ہے صرف اللہ جانے یا اس کا رسول ﷺ۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو وہ علم عطا فرمایا جس کی وسعت کو کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور لیجئے اللہ عزوجل فرماتا ہے:

و کذا لک نری ابرا ھیم ملکو ت السمٰوٰت و الارض۔

(الانعام:۷۵)

''اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔''

(کنزالایمان)

لفظ ''نری'' استمرار و تجدد پر دال ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دکھانا ایک بار کے لئے نہ تھا بلکہ مستمر ہے تو صفت حضور اکرم سید عالم ﷺ میں اکمل طور پر ثابت کہ لفظ ''کذالک'' تشبیہ کے واسطے ہے، جسے ہر معمولی عربی داں جانتا ہے اور تشبیہ کے لئے مشبّہ و مشبّہ بہ ضرور ہے۔ مشبہ تو قرآن میں مذکور یعنی سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام، باقی رہا مشبہ بہ وہ نبی اکرم سید عالم ﷺ ہیں، خلاصہ یہ ہوا کہ اے حبیب لبیب ﷺ جیسے ہم آپ کو آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھا رہے ہیں یوں ہی آپ کے طفیل آپ کے جد کریم ابراہیم علیہ السلام کو بھی ان کا معائنہ کرا رہے ہیں، ان آیاتِ کریمہ سے ثابت کہ حضور ﷺ کا علم محیط ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کو۔ سبحن اللہ و بحمدہ۔

دیوبندیوں کے غوث الاعظم قطب ربانی رشید احمد گنگوہی اور ان کے شریک

حال مولوی خلیل احمد، علمِ محیط زمین کو ہی روتے تھے، اللہ قہار و جبار نے ان سب کا منہ کالا کردیا کہ علمِ محیط زمین تو کجا ہم اپنے محبوب کو سارے آسمانوں اور زمینوں کا معائنہ کرارہے ہیں اور ان کے طفیل میں ان کے جد کریم ابراہیم علیہ السلام کو بھی آسمانوں اور زمینوں کی سلطنتیں دکھارہے ہیں۔

نظر عیب پر کب پڑتی ہے رضا مندی میں
لیک بیزاری میں آتے ہیں نظر عیب تمام

حضور اکرم سید عالم ﷺ کی عداوت اور بیزاری میں ایسے اندھے ہوگئے، امام الاول شیطان ملعون کو خدائی میں شریک کرلیا۔ لاحول ولا قوۃ الا با اللہ العلی العظیم۔
اور لیجئے اللہ جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے:

وما ارسلنک الا رحمة للعلمین۔ (انبیاء: ۱۰۷)
''اور ہم نے نہیں بھیجا تم کو مگر رحمت سارے عالمین کے لئے۔''

مفسرین کرام فرماتے ہیں: رحمۃللعلمین ای راحم للعلمین۔ یعنی ''رحم فرمانے والے عالمین پر۔'' عالم ماسوائے اللہ کو کہتے ہیں گویا حضور اکرم سید عالم ﷺ عالمین پر رحم فرمانے والے یعنی مہربانی کرنے والے ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے باوجود یہ کہ ترجمہ میں خیانت کی مگر رحمت کا ترجمہ مہربانی ہی کیا ہے اور مہربانی اسی پر کی جاسکتی ہے جس کا مہربان کو علم ہو اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم محیط ہے

عالمین کوتو عالم میں کوئی بھی حضور ﷺ کے علم سے خارج نہیں ہے یہ لوگ تو علمِ محیط زمین پر ہی شرک کا حکم لگاتے ہیں، خدا کو (معاذ اللہ) مشرک بتاتے ہیں اور قرآن کریم کو شرک کی تعلیم دینے والا ٹھہراتے ہیں۔

علمِ غیب

مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

"علمِ غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا۔ **و عنده مفاتيح الغيب لا يعلمها الا هو** ۔ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کے پاس علمِ غیب کا ہے کہ کوئی نہیں جانتا اس کو سوائے اس کے پس اثبات علمِ غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل، صفحہ ٦٥)

نمبر ۱...... سارے بخدی، وہابی، دیوبندی، تبلیغی، جماعتِ اسلامی وغیرہ کو ہمارا یہ چیلنج ہے، کوئی ایک آیت ایسی لائیں جس میں یہ فرمایا گیا ہو کہ علمِ غیب اللہ تعالیٰ کسی کو دے نہیں سکتا۔ **ھا تو برھا نکم ان کنتم صٰدقین.**

نمبر ۲...... بخدی وہابی تمام اصاغر و اکابر ملکر ایک آیت ایسی لائیں جس میں یہ ثبوت ہو کہ فلاں علم و شئے اللہ قادر و قیوم کے پاس نہیں ہے۔

نمبر ۳...... وہ کونسی شئے ہے جو اللہ عزیز و حکیم کے پاس نہیں پھر ان کا عالم بننا اور مولوی کہلانے کا مطلب خدا کا شریک ٹھہرانا ہے کہ اللہ علیم و خبیر کے پاس غیب و شہادت وغیرہ سب کا علم ہے پھر ان کو عالم ہونے کا دعویٰ اللہ تعالیٰ کی (معاذ اللہ) ہمسری

صفت میں شریک ہونا ہے۔

نمبر۴...... تلك من انباء الغيب نو حيها اليك (ھود:۴۹) ''یہ غیب کی خبریں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔'' قرآن کریم میں علمِ غیب کا ثبوت حضور ﷺ کیلئے موجود و مذکور۔ وہابیہ دیوبندیہ اس قبیل کی تمام آیات کے منکر و مہجور۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ بعض پر ایمان لاتے اور بعض کے منکر و ہی پکے کافر ہیں، ان پر صادق آتا ہے۔

نمبر۵...... اگر علمِ غیب سے مراد ذاتی، ازلی و قدیم لیا جائے تو یہ جہالت اور حماقت ہے۔ علم صفت ہے اور عالمِ موصوف۔ جب موصوف اپنی ذات ہی میں ازلی اور قدیم نہیں تو صفت ازلی اور قدیم کیسے ہو سکتی ہے۔ و لكن الو ھا بيه قوم لا يعقلون. دیوبندیوں کیلئے اس کی مثال یہ ہے کہ قاسم نانوتوی و اسمٰعیل دہلوی کی عبادت کرنا نص سے ثابت اور ایمان میں داخل اور حاجی امداد اللہ اور شاہ ولی اللہ کی عبادت شرک جس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں (نعوذ باللہ منھا) یہ ان کے کلام کی وضاحت طلب مثال ہے۔

عزیزانِ ملت!

ان نصوص قطعیہ کے خلاف رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں:

''حضور ﷺ کو علمِ غیب نہ تھا............ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ مبوب کامل، صفحہ ۹۶)

اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے لئے علمِ غیب کا ثبوت دے رہا ہے: تلك من انباء الغيب

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

ذالک من انباء الغیب نو حیه الیک (یوسف: ۱۰۲)

''یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں، حضور ﷺ کو علمِ غیب ہونے کا ثبوت ہے اور رشید احمد گنگوہی اس پر شرک صریح ہونے کا حکم جاری فرماتے ہیں یعنی (معاذ اللہ) اللہ علیم و خبیر پر حکم شرک لگاتے ہیں اور قرآن کریم کو شرک کی تعلیم دینے والا ٹھہراتے ہیں۔

حدیث شریف

ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم ابوالشیخ امام مجاہد تمیذ خاص عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں:

انه قال فی قوله تعالیٰ و لئن سا لتهم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب و قال رجل من المنا فقین بحد ثنا محمد ان نا قة فلاں بوا دی کذا و کذا و ما یدریه باالغیب۔

یعنی کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، اس کی تلاش تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا: محمد (ﷺ) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے، محمد (ﷺ) غیب کیا جانیں۔

اس پر اللہ عزوجل نے آیت کریمہ نازل فرمائی:

و لئن سالتهم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب ط قل ابا الله

و ایتہ و رسولہ کنتم تستھزء ون لاتعتذرو اقد کفرتم بعد
ایمانکم (التوبة: ۶۵۔ ۶۶)

اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنس کھیل میں تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔"

مسلمانوں! منافق نے یہی تو کہا تھا کہ "محمد (ﷺ) غیب کیا جانیں۔" جس پر اللہ واحد قہار نے فرمایا: **قد کفر تم بعد ایمانکم** ۔ تم ایمان لاکر کافر ہو چکے ہو یہ لوگ تو حضور ﷺ کے علم غیب کے منکر ہونیکے باوجود ثبوت علم غیب پر شرک کا حکم لگاتے ہیں گویا ان منافقین سے بھی بدتر ہیں۔

معلوم ہوا کہ اگر مسلمان بھی اللہ کے پیارے محبوب ﷺ کی شان میں گستاخی کرے اور توہین آمیز کلمات کہے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے، اللہ عز وجل دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

یحلفون با للہ ما قالو ولقد قالوا کلمة الکفرو کفرو
بعد اسلامھم (التوبہ: ۷۴)

"اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہو گئے۔"

پس جو بھی حضور اکرم سید عالم ﷺ کی عظمت وشان کا منکر ہو اور ان کی توہین

کرے اگر چہ وہ کیسا ہی نمازی اور عبادت گزار ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کافر اور ملعون ومطرود ہے۔ (العیاذ باللہ العلی العظیم)

شان و عظمت

حکیم الامت دیوبندیہ مجدددین بخدیہ مولوی اشرف علی تھانوی، جن کے متعلق مولوی عاشق الٰہی میرٹھی رقم طراز ہیں، فرماتے ہیں:

''واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے۔'' (تذکرۃ الرشید، جلد اول، صفحہ ۱۱۳)

غور فرمائیے اس چھوٹے سے جملے میں کتنے اسرار پوشیدہ ہیں:

نمبر۱۔ اس جملے کو اللہ عظمت والے کی قسم سے مئوکد فرمایا گیا جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں بلکہ یقینی اور ایقانی بات ہے۔

نمبر۲۔ نجاتِ اُخروی، عالمِ شہادت (دنیا) کی بات نہیں بلکہ عالم غیب کا معاملہ ہے جس کو بقول گنگوہی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

نمبر۳۔ مولوی عاشق الٰہی صاحب سے امورِ غیبیہ بھی پوشیدہ نہیں۔

نمبر۴۔ نجات وعذاب کا مالک اللہ قادر وقیوم ہے اس کے معاملے میں کسی فرد کو کوئی دخل نہیں مگر عاشق الٰہی کو،

نمبر۵۔ قرینہ چاہتا ہے کہ (معاذ اللہ) خدا نے عاشق الٰہی سے مشورہ کے بعد یہ وحی فرمادی جس کی خبر عاشق الٰہی میرٹھی دے رہے ہیں۔

نمبر۶۔ تھانوی جی کے پاؤں دھوکر پینے والا نجات یافتہ ہے تو تھانوی جی کے ہاتھ

دھو کر پینے والے کا مرتبہ کیا ہو گا؟

نمبر ۷۔ مسٹر عاشق الٰہی میرٹھی کی وسعت علم آخرت کو محیط ہے تو مولوی اشرف علی تھانوی کی وسعت علمی کی کیا شان ہو گی، نیز یہ بھی یاد رہے کہ عاشق الٰہی کے غوث الاعظم مسٹر رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں موازنہ فرمائیے اور علمائے دیوبند اور انکی برقعہ پوش جماعت تبلیغی کا دین کیا ہے۔

مولوی اشرف علی

حکیم الامت دیوبند مولوی اشرف علی تھانوی حضور اکرم سید عالم ﷺ کے علم غیب پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم

غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس سے ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا
بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔''

(حفظ الایمان، صفحہ ۷، مکتبہ تھانوی دفتر الابقاء، بندر روڈ کراچی)

حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کی عبارت مذکورہ کا تجزیہ فرمائیے، فرماتے ہیں

نمبر۱۔ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ علمِ غیب مطلق پر دال ہے، ذاتی اور عطائی کی کوئی تخصیص نہیں۔

نمبر۲۔ پھر فرماتے ہیں، ''اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔'' اور علمِ غیب بعض یا کل عطائی کو مستلزم، جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کیلئے ثابت۔ کما قال تعالیٰ تلک من انباء الغیب نو حیھا الیک (ھود: ۴۹) ''یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔'' جو بعض وکل کو محیط ہے۔

نمبر۳۔ پھر فرماتے ہیں: ''اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) مجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔'' گویا حضور اکرم سید عالم ﷺ کیلئے بعض علمِ غیب مان کر کہتا ہے کہ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع وحیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے گویا حضور ﷺ کو علمِ غیب ایسا ہی ہے جیسا (معاذ اللہ) جمیع حیوانات و بہائم کو ہے۔

نمبر۴۔ اس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ کی عداوت میں ایسا جنونِ ابلیسی بڑھا کہ پہلے زید وعمرو سے تشبیہ دے کر جب کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو ہر صبی و مجنون کو پیش کیا، اس سے بھی جی نہ بھرا تو جمیع وحیوانات و بہائم جس میں کتا ،سؤر وغیرہ شامل ہیں، کہہ کر اپنے دل کی بھڑاس کو نکالا۔ (معاذ اللہ استغفر اللہ)

نمبر۵۔ پھر اس کی تاویل گڑھتا ہے اور کہتا ہے: ''کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔'' ذرا دیوانگی ملاحظہ ہو کہ علم غیب مطلق پر بحث کرتا ہے کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا الخ اور یہاں عالم الغیب کہہ رہا ہے۔

نمبر۶۔ اس پہ کہنا کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے، دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد اپنے گردوپیش یعنی اپنے ماحول کا علم یا زمین و آسمان، دائرہ دنیا کا علم مراد ہے؟ اگر دائرہ دنیا کا علم مراد ہے تو اس علم کو علمِ غیب کہنا جہل وجنون ہے کیونکہ جب دائرہ دنیا عالم شہادت میں ہے تو اس کا علم بھی علمِ شہادت ہی ہوگا نہ کہ علمِ غیب۔ علمِ غیب تو وہ علم ہے جو اللہ عزوجل بذریعہ وحی عطا فرماتا ہے۔

نمبر۷۔ اگر یہ علمِ دائرہ دنیا کو علمِ غیب مان لیا جائے تو اللہ عزوجل کا ارشاد: ذالک من انباء الغیب نوحیه الیک۔ یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور (وحی) پر تمہیں بتاتے ہیں۔ کیونکر صادق آئیگا جبکہ ہر شخص کو از خود وہ علم حاصل ہے۔

نمبر۸۔ اگر ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز کا علم ہے جس کو علم غیب کہا جاوے تو اللہ عزوجل

کی شان، کما قال تعالیٰ ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو علم الغیب و الشھا دۃ۔ ''وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو غیب و شہادت کا جاننے والا ہے۔'' کی تقسیم کیونکر صادق آئے گی؟

نمبر ۹۔ اور لکھتا ہے: ''تو پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علمِ غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کرلیا جاتا ہے، جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہوسکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی اور غیر نبی میں فرق بیان کرنا ضرور ہے۔

(الف)۔ علمِ غیب کمالات نبوت میں شمار نہیں۔

(ب)۔ علمِ غیب اگر کمالات نبوت میں ہے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق کیا ہے۔

اس کا جواب ہم کیوں پیش کریں، اللہ علام الغیوب سے مانگ ہیں، وہ ارشاد فرماتا ہے:

وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ و رسولہ (آل عمران: ۱۷۹)

''اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمھیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر۔''

معلوم ہوا کہ اشرف علی اور ان کے پرستاروں جیسے صبی و مجنون و جمیع حیوانات و بہائم تو کجا ہر دانشمند عاقل و بالغ کو بھی علمِ غیب عطا نہیں کیا جاتا، ہاں اللہ عزوجل اپنے

رسولوں میں سے چن لیتا ہے ان کو علمِ غیب عطا فرمایا جاتا ہے۔

اگر اب بھی دیو بندیوں کی سمجھ میں نہ آئے تو بحمدہ سچا مسلمان (اہلسنت وجماعت) تو سمجھ ہی لے گا کہ یہ وجہ فرق ہے نبی اور غیر نبی میں جو دیو بندیوں کی سمجھ میں نہیں آتا۔

اور لیجیئے اللہ عزوجل اپنے حبیبِ پاک ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے:

و علمک ما لم تکن تعلم و کان فضل اللہ علیک عظیما

(النساء:۱۱۳)

''اے محبوب اللہ نے تم کو سکھایا جو تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔''

یہاں نامعلوم باتوں کا علم عطا فرمانے کو اللہ عزوجل نے اپنے حبیب ﷺ کے کمالات ومدائح میں شمار فرمایا اور تھانوی فرماتے ہیں کہ یہ علم کمالاتِ نبوت سے کب ہوسکتا ہے گویا اللہ عزوجل کے کلام معجز نظام کو باطل ٹھہراتا ہے۔

اور ملاحظہ کیجیئے، اللہ عزوجل سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرماتا ہے:

و انہ لذو علم لما علمنہ (یوسف: ۶۸)

''بے شک یعقوب ہمارے سکھائے سے علم والا ہے۔''

اور ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرماتا ہے:

و بشروہ بغلم علیم (الذاریت: ۲۸)

''ملائک نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک علم والے لڑکے اسحٰق علیہ السلام کی بشارت دی۔''

ان جیسی آیات کریمہ میں اللہ جل مجدہ نے علم کو کمالاتِ انبیاء علیہم السلام میں بیان

فرمایا۔ تھانوی جی اور ان کے چاہنے والے پرستاروں سے پوچھو کہ نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق معلوم ہوا یا نہیں؟

ان آیات کریمہ میں علم کو کمالات انبیاء علیہم السلام سے بیان فرمایا اب زید کی جگہ اللہ عزوجل کا نام لیجئے اور علمِ غیب کی جگہ علمِ مطلق تصور کیجئے جس کا جمیع حیوانات و بہائم کے لئے اشرف علی کے بیان سے ظاہر ہے، اللہ عزوجل کے کلام کو کس بے دردی سے رد کر رہا ہے گویا تھانوی اور اس کے پرستار سارے اللہ واحد قہار کے مقابل کھڑے ہو کر کہہ رہے ہیں کہ آپ حضور ﷺ و دیگر انبیاء علیہم السلام کی ذاتِ مقدسہ پر علم کا حکم کیا جانا اگر بقول خدا صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس علم سے مراد بعض علم ہے یا کل علوم۔ اگر بعض علوم مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم کہا جائے پھر اگر خدا اس کا التزام کرے ہاں میں سب کو عالم کہوں گا تو پھر علم کو منجملہ کمالاتِ نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے، جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جائے تو نبی اور غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا لازم ہے۔ اگر تمام علوم مراد لیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔

تھانوی کی اس تقریر سے اللہ عزوجل کے وہ سارے اقوال باطل ہیں (معاذ اللہ) نیز اس کا یہ کہنا کہ اگر تمام علوم غیب مراد ہیں، اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ

رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔حاصل کلام یہ کہ تمام علوم غیب (کلی) کا ثبوت تو دلیل نقلی و عقلی سے باطل ہے، ہو ہی نہیں سکتا البتہ بعض علم غیب حضور ﷺ کو ہے تو اس میں (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی کیا تخصیص، ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔

اس عبارت ملعونہ پر تمام علماء اسلام عرب و عجم نے اشرف علی تھانوی کی تکفیر فرمائی اور فرمایا جو اس عبارت پر مطلع ہونے کے باوجود اس کے کفر و عذاب میں شک کرے گا وہ بھی کافر ہے۔اس فتاوائے تکفیر پر تمام علماء دیو بند یہ سرتوڑ کوشش کے باوجود مولوی اشرف علی کی عبارت ھذا سے کوئی پہلو اسلام کا ثابت نہ کر سکے تو مجبور ہو کر مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات دیو بند نے مولوی اشرف سے فریاد کی اور لکھا کہ:

"آپ نے حفظ الایمان میں اس کی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول ﷺ کو ہے ایسا ہر بچے اور پاگل کو بلکہ ہر جانور اور چوپائے کو حاصل ہے۔"

جس کے جواب میں اشرف علی لکھتے ہیں:

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گزرا۔" (بسطان البنان، صفحہ ۱۰-۹)

حفظ الایمان آج بھی دستیاب ہے، جس میں یہ عبارت مذکور، مگر تھانوی صاحب صاف مکر جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ہی "تغیر العنوان" وجود میں آئی ہے۔جس

میں علمائے دیوبند تنگ آکر عرض کرتے اور لکھتے ہیں:

''نمبر ا.....ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ ﷺ کو علومِ مجانین (پاگلوں) و بہائم سے تشبیہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوءِ ادبی کو مشعر ہے کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کرلیا جائے

نمبر۲.....جس میں مخلصین حامیین جناب والا کو حق بجانب جواب دہی میں سخت دشواری ہوئی۔'' (تغیر العنوان، صفحہ۱۳از خانقاہ امدادیہ، ۱۸صفر المظفر ۱۳۴۲ھ)

مولوی اشرف علی اس کا جواب دیتے ہیں کہ:

''جزاءکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے چونکہ اس سے قبل کسی نے واقعی بناء نہیں ظاہر کی، اس لئے ترمیم کو دلالت اعلیٰ خلاف المقصود کے لئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے، اس لئے ترمیم کو ضروری تو کیا جائز بھی نہ سمجھا۔'' (تغیر العنوان، صفحہ۱۵)

معلوم ہوا کہ سارے علماء دیوبند مولوی اشرف علی کی عبارت سے اسلام کا نہ تو کوئی پہلو نکال سکے اور نہ اشرف علی کا اسلام اور مسلمان ہونا ثابت کرسکے بلکہ اشرف علی کو خود اقرار کرنا پڑا کہ اقرار بالکفر کفر ہے لہٰذا اس سے فرار ہی کیا اور اقرار نہ کیا اور نہ رجوع کی توفیق ملی، نہ توبہ کی نہ توبہ نامہ شائع کیا کہ ایمان و اسلام جیسی نعمت کو عار پر قربان کیا حالانکہ فریادی فریاد کررہے ہیں کہ کیوں نہ ایسی عبارت سے رجوع کرلیا جائے، اس کے باوجود بھی تھانوی صاحب رجوع کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے کہ

توبہ نامہ شائع کردیں بلکہ مزید اپنے کفر کا اقرار بھی کرلیا۔

محاکمہ

برادرانِ گرامی ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں:

''حضرت ﷺ کو علم غیب نہ تھا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے'' دوسری جگہ لکھتے ہیں: ''علم غیب میں تمام علماء کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ سوائے حق تعالیٰ کے اس کو کوئی نہیں جانتا پس اثبات علم غیب غیر حق تعالیٰ کو شرک صریح ہے۔'' (حوالہ فتاوی رشیدیہ پیچھے گزرا)

اور اشرف علی تھانوی کا عقیدہ اور مذہب یہ ہے کہ بعض علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے (مکمل عبارت پیچھے گزری)

انصاف طلب یہ امر ہے کہ رشید احمد گنگوہی کے دین میں غیر حق تعالیٰ کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک صریح ہے اور مولوی اشرف علی کے دین میں بعض علم غیب (اگرچہ بعض البعض ہو) حق تعالیٰ کے سوا ہر زید و عمر بلکہ ہر عاصی کیدی کے لئے ثابت ہے

دیوبندی اور تبلیغی وغیرہ سے التماس ہے کہ اگر وہ رشید احمد گنگوہی کو حق پر جانتے ہیں تو اشرف علی تھانوی پکے مشرک ثابت ہوئے اور اگر اشرف علی تھانوی کو سچا مانتے ہیں تو رشید احمد گنگوہی پکا کافر ٹھہرتا ہے اب تم سب مل کر بتاؤ کہ کس کو سچا مانتے ہو اور کس کے دین کو حق جانتے ہو؟ اور تمھارا اپنا دین کیا ہے؟

دیوبندی پیر اور علم غیب

مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الٰہی میرٹھی رقم طراز ہیں:

''جس زمانے میں مسئلہ امکان کذب پر آپ (رشید احمد) کے مخالفین نے شور مچایا اور تکفیر کا فتویٰ شائع کیا سائیں توکل شاہ انبالوی کی مجلس میں کسی مولوی نے امام ربّانی (رشید احمد گنگوہی) کا ذکر کیا اور کہا کہ امکان کذب باری کے قائل ہیں، یہ سن کر سائیں توکل شاہ نے گردن جھکالی اور تھوڑی دیر مراقب رہ کر منہ اوپر اٹھا کر اپنی پنجابی زبان میں یہ الفاظ فرمائے۔ لوگوں تم کیا کہتے ہو میں مولانا رشید احمد صاحب کا قلم عرش کے پرے چلتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔'' (تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۳۲۲)

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

نمبر۱...... مولوی رشید احمد گنگوہی امکانِ کذب باری کے قائل تھے یعنی رشید احمد کا عقیدہ تھا کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے۔

نمبر۲...... جس کا جھوٹ ممکن ہوگا اس کا سچا ہونا لازم نہیں۔

نمبر۳...... عرش عالم غیب میں ہے، سائیں توکل شاہ عرش اور عرش کے پرے یعنی عرش کے آگے دیکھ رہے ہیں گویا سائیں توکل شاہ کو علم غیب حاصل ہے۔

نمبر۴...... مولوی رشید احمد کا قلم عرش کے بھی آگے چل رہا ہے تو یقیناً مولوی رشید احمد گنگوہی کا مقام عرش کے بھی آگے ہے۔

نمبر۵...... موازنہ فرمائیے یہی مولوی رشید احمد گنگوہی کا دعویٰ ہے کہ حضور اکرم

سید عالم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور دیو بندی پیر عرش کے پرے کا بھی علم رکھتا ہے بلکہ دیکھ رہا ہے۔

نمبر ۶ ...... گیارہواں پارہ سورہ یونس آیت نمبر ۳۔ ''ثم استوی علی العرش'' مولوی عاشق الٰہی میرٹھی اس کا ترجمہ کرتے ہیں: ''پھر قائم ہوا عرش پر۔'' مولوی اشرف علی تھانوی ترجمہ فرماتے ہیں: ''پھر عرش یعنی تخت شاہی پر قائم ہوا۔''

نمبر ۷ ...... اور لیجئے سولہواں پارہ سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۵: ''الرحمن علی العرش استوی'' مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ترجمہ کرتے ہیں: ''وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا'' مولوی اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں: ''وہ بڑی رحمت والا عرش پر قائم ہوا''۔ مولوی محمود حسن فرماتے ہیں: ''وہ بڑا مہربان عرش پر قائم ہوا۔''

نمبر ۸ ...... اس کا حاصل اس کے سوا اور کیا ہے کہ علماء دیو بند کا عقیدہ (ایمان) ہے کہ اللہ عزوجل (معاذ اللہ) عرش پر قائم ہے اور رشید احمد گنگوہی، وہ عرش کے بھی آگے براجمان ہیں گویا رشید احمد کا مقام (معاذ اللہ) خدا کے مقام سے بھی آگے ہے اور اس سے بھی بڑا ہے۔

؎ عرش پر خدا کو ٹھہراتے یہ ہیں
گنگوہی کو آگے پہنچاتے یہ ہیں

نمبر ۹ ...... علماء دیو بند کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا کا جھوٹ ممکن ہے اس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اس کی ہر بات سچ اور (معاذ اللہ) حق نہیں کہ جس کا جھوٹ ممکن ہوگا اس کی ہر بات سچ اور حق نہ ہوگی۔

نمبر۱۰...... علمائے دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اگر انکا یہ عقیدہ وایمان نہیں تو کوئی ایسا حوالہ پیش کریں کہ رشید احمد کی ان بکواس پر کسی دیوبندی مولوی نے کوئی احتجاج اور انکار کیا ہے؟ ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین

عزیزانِ ملّت!

دیوبندی تبلیغی وغیرہ وہابیہ کے یہ چند عقائد منقول ہیں بغور ملاحظہ فرمائیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ ایسے عقائد والے بھی مسلمان ہو سکتے ہیں حالانکہ یہ لوگ اپنے ہی کو مسلمان سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں، ایسوں ہی کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ومن الناس من یقول اٰمنا باللّٰہ وبالیوم الاٰخر وما ھم بمومنین ہ (سورۂ بقرہ:۸)

''اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے اور وہ ایمان والے نہیں۔''

قرآن کریم نے ان لوگوں کو منافق فرمایا جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم ہ اذاجاءک المنٰفقون قالوا نشھد انک لرسول اللّٰہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللّٰہ یشھد ان المنٰفقین لکٰذبون ہ اتخذوا ایمانھم جنۃ فصدوا عن سبیل اللہ انھم ساء ما کانوا یعلمون ہ ذالک بانھم اٰمنوا ثم کفروا فطبع علیٰ قلوبھم فھم لا یفقھون ہ واذا رایتھم تعجبک

اجسامهم ط و ان یقولوا تسمع لقولهم کانهم خشب مسندة ط یحسبون کل صیحة علیهم هم العدو فاحذرهم قاتلهم الله انی یوفکون . (المنفقون:۱تا۴)

''اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا۔ (محبوب) جب منافق تمھارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بے شک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں، اور انھوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرالیا تو اللہ کی راہ سے روکا۔ بیشک وہ بہت ہی برے کام کرتے ہیں یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے اور جب تو انھیں دیکھے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں اگر بات کریں تو تو ان کی بات غور سے سنے گویا وہ کڑیاں ہیں دیوار سے لگائی ہوئی، ہر بلند آواز اپنے ہی اوپر لے جاتے ہیں وہ دشمن ہیں تو ان سے بچتے رہو، اللہ انھیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں۔'' (کنزالایمان)

یہ جان لو! منافق کافر سے بھی بدتر ہے، اللہ واحدِ قہار فرماتا ہے:

ان المنفقین فی الدرک الا سفل من النار ولن تجد لهم نصیرا. (النساء:۱۴۵)

''بے شک منافق دوزخ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں اورتو ہرگز ان کا کوئی مددگار نہ پائے گا'' (کنزالایمان)

اس آیت میں صاف واضح ہے کہ منافقین کافروں سے بھی زیادہ عذاب میں ہونگے کہ سب سے نیچے طبقے میں رہیں گے نیز اللہ واحد قہار کا ارشاد کہ اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انھوں نے نہ کہا یعنی (گستاخی نہ کی رسول کی شان میں) اور بے شک انھوں نے کفر کی بات کہی اور اسلام میں آکر کافر ہوگئے۔ (حوالہ پیچھے سورۂ توبہ ۷۴ سے گزرا) بریں بناء علماء اسلام عرب وعجم نے، ان عقائد ملعونہ پر مطلع ہوکر ان لوگوں کی تکفیر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو ان کے اقوال باطلہ پر مطلع ہونے کے بعد بھی ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی ان ہی کی طرح کافر ہے حرمین شریفین، مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے آئمہ اجل اور علماء بیدل کے ارشادات طیبات کتاب مستطاب حسام الحرمین شریف میں مذکور اور برصغیر ہندو پاکستان کے علمائے معتمدین وفضلائے کاملین دوسو اڑسٹھ (۲٦٨) کے ارشاد وتصدیقات کتاب گوہر مآب ''الصوارم الہندیہ'' میں موجود ومذکور ہیں۔

بطور نمونہ ایک فتویٰ علماء حرمین شریفین سے غیظ المنافقین وفوز الموافقین حامی السنۃ واھلھا ،ماحی البدعۃ وجھلھا، زینۃ الزمان وحسنۃ الاوان منتد خطب الکرم ،محافظ کتب الحرم ،العلامۃ الجلیل والفھامۃ النبیل حضرت مولینا السّید اسمٰعیل خلیل ،ادمھما اللّٰہ با لعزیز التبجیل کے

ارشادات طیبات کا ترجمہ اجمالی منقول ہے، ملاحظہ فرمائیں، وہ تحریر فرماتے ہیں:

''حمد وصلوٰۃ کے بعد میں کہتا ہوں کے یہ طائفے جن کا تذکرہ سوال میں واقع ہے، غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور جو اس کے پیرو ہوں جیسے خلیل احمد انبٹھی اور اشرف علی تھانوی وغیرہ ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور نہ شک کی مجال بلکہ جو ان کے کفر میں شک کرے بلکہ کسی طرح کسی حال میں انھیں کافر کہنے میں توقف کرے اس کے کفر میں بھی شبہ نہیں۔'' ملخصاً (حسام حرمین شریف، ترجمہ اردو صفحہ ۱۳۱، مطبوعہ لاہور)

اب اکابر علماء ہند سے ایک عبارت، مرکز دائرۂ علم وایقان علامہ ذیشان فہامہ دوران حضرت علامہ مولٰینا اولادرسول محمد میاں صاحب القادری برکاتی ﷺ کی منقول:

''الجواب اللهم هداية الحق والصواب۔ بیشک فتاویٰ مبارکہ ''حسام الحرمین علی منحر الكفر والمين'' حق وصحیح ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی اور رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبٹھی اور اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی اپنے کفریات واضحہ صریحہ ناقابل توجیہہ وتاویل کی بناء پر جن کا حوالہ اس استفتاء اور مجموعہ فتاویٰ مبارکہ حسام الحرمین میں ہے، ضرور کفار ومرتدین ملعونین ہیں، ایسے کہ جو ان کے کفریات پر مطلع ہوکر بھی ان کے کفر میں شک کرے اور انھیں کافر نہ جانے، وہ خود کافر، مسلمان پر احکام حسام الحرمین کا ماننا فرض قطعی ضروری اور ان کے مطابق عمل کرنا حکم شرعی لازم۔

حتمی واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہم جل مجدہ اتم واحکم۔"

کتب الفقیر اولاد رسول میاں القادری البرکاتی عفی عنہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ

۔۸ جمادی الاخر ۱۳۴۵ھ (الصوارم الہندیہ، صفحہ ۸۸، مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

علاوہ ازیں علمائے دیوبند کے سرخیل اور زینت دارالعلوم دیوبند، مولوی مرتضیٰ حسن ناظم تعلیمات وناظم شعبہ نشر اشاعت بھی دل سے ان لوگوں کو کافر ہی سمجھتے ہیں، چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:

"جس طرح مسلمان کو کافر کہنا کفر ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی کفر ہے۔" (اشد العذاب، صفحہ ۲، مطبع مجتبائی جدید دہلی)

پھر لکھتے ہیں

"جیسے کسی مسلمان کو اقرار توحید و رسالت وغیرہ عقائد اسلامیہ کی وجہ سے کافر کہنا کفر ہے کیونکہ اس نے اسلام کو کفر بتایا اسی طرح کسی کافر کو عقائد کفریہ کے باوجود مسلمان کہنا بھی کفر ہے کیونکہ اس نے کفر کو اسلام بنادیا حالانکہ کفر، کفر ہے اور اسلام، اسلام ہے۔"

(اشد العذاب، صفحہ ۹، مطبع مجتبائی جدید دہلی)

پھر لکھتے ہیں:

"اگر خاں صاحب (اعلیٰحضرت) کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انھوں نے انھیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند

کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔"

(اشد العذاب صفحہ ۱۳، مطبع مجتبائی جدید دہلی)

ناظم تعلیمات دیو بند کی اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ علمائے دیو بند قطعاً یقیناً کافر تھے اگر کافر نہ ہوتے تو ناظم تعلیمات دیو بند کی عبارت اس طرح ہوتی۔ اب آپ خاں صاحب یعنی اعلیٰحضرت کی جگہ "زید" تصور فرمائیں اور عبارت پر غور فرمائیں:

اگر زید کے نزدیک بعض علمائے دیو بند واقعی ایسے تھے جیسا کہ زید نے انھیں سمجھا مگر حقیقاً وہ ایسے نہ تھے جیسا کہ زید نے انھیں سمجھا تو زید مسلمانوں کو کافر کہہ کر خود کافر ہو گیا۔

یہ نہ لکھا اور لکھا تو یہ لکھا کہ زید پر ان علمائے دیو بند کی تکفیر فرض تھی، اگر زید ان علمائے دیو بند کو کافر نہ کہتا تو خود کافر ہو جاتا۔ معلوم ہوا کہ وہ علمائے دیو بند قطعاً یقیناً کافر تھے۔

عزیزانِ ملت!

ہماری اس مختصر تقریر سے یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ عز و جل کا ارشاد جو صفحہ اول پر مذکور کہ وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے یعنی رسول کا انکار اللہ کا انکار ہے اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں جیسا کہ اللہ کو پکارتے ہیں اور رسول کے پکارنے کو شرک ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

ہم کسی آیت پر ایمان لائے اور کسی آیت کے منکر ہوئے، جیسے قل انما انا بشر پر ایمان لاتے ہیں اور قد جاء کم من اللہ نور اور اس قبیل کی دوسری آیات کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے بیچ میں کوئی راہ نکال لیں، یہی لوگ ٹھیک ٹھیک پکے کافر ہیں۔ یہ آیت اور اس قبیل کی دوسری آیات ان لوگوں پر صادق آتی ہیں چنانچہ علمائے اسلام (عرب وعجم) نے ان کے عقائد باطلہ پر بعد تحقیق بسیار و تنقیح تام کے ان لوگوں کی تکفیر فرمائی جسکا اعتراف ناظم تعلیمات و ناظم شعبہ نشر و اشاعت دیوبند مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کو بھی کرنا پڑا اور بصد مجبوری تام لکھنا پڑا کہ جو کافر کو کافر نہ کہے یا کافر نہ سمجھے وہ خود کافر ہو جاتا ہے چنانچہ خانصاحب یعنی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان ﷺ ان علمائے دیوبند کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ ان عبارات منقولہ سے ان علمائے دیوبند کا کافر ہونا آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے اور کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے جیسا کہ ناظم تعلیمات دیوبند کی عبارات اس پر شاہد وعدل ہیں۔

کافر کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ مومنین کو ہدایت فرماتا ہے:

لا یتخذ المو منون الکفرین اولیاء من دون المو منین و من یفعل ذالک فلیس من اللہ فی شئی الا ان یتقو ا منھم تقۃ ط ویحذر کم اللہ نفسہ و الی اللہ المصیر (آل عمران:۲۸)

یعنی: ”مسلمان کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں مسلمانوں کے سوا اور جو

ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم ان سے کچھ ڈرو اور اللہ تمہیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔"

(ترجمہ کنز الایمان)

مسلمانو!

کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ کافروں کو دوست بنا کر اپنا تعلق اللہ حنان ومنان وواحد وقہار سے توڑ دیں اور اس سے جدا ہو جائیں، کوئی بھی ایمان والا اس امر کو گوارا نہ کرے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون (التوبہ:۲۳)

"اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر کو پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔"

اور فرماتا ہے:

و من یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لا یھدی القوم الظلمون

(المائدہ:۵۱)

"اور جو تم میں ان سے دوستی کرے گا تو وہ انھیں میں سے ہے، بیشک اللہ بے

انصافوں کوراہ نہیں دیتا۔'' (کنزالایمان)

گویا جوکافروں کودوست سمجھے وہ ظالم ہیں،اللہ ان کوہدایت نہیں دیتا۔اورارشادفرماتا ہے:

قل ان کان اباؤکم و ابناؤکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموها و تجارة تخشون کسادها ومسکنترضونهااحب الیکم من الله و رسوله و جهاد فی سبیله فتربصوا حتیٰ یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفٰسقین . (التوبہ:۲۴)

یعنی: ''تم فرماؤ اگرتمھارے باپ اورتمھارے بیٹے اورتمھارے بھائی اور تمھاری عورتیں اورتمھاراکنبہ اورتمھاری کمائی کے مال اوروہ سوداجس کے نقصان کاتمھیں ڈر ہےاورتمھارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اوراسکے رسول اوراس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں توراستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپناحکم لائے اوراللہ فاسقوں کوراہ نہیں دیتا۔'' (کنزالایمان)

معلوم ہواکہ اللہ اوراس کے پیارے رسول ﷺ اوراللہ کی راہ میں جان دینے میں کوئی شئے بھی اگرچہ وہ تمھارے ماں باپ اور بیٹے بھائی ہی کیوں نہ ہوں اگرتمھیں ان میں کوئی شئے بھی پیاری ہوتو اللہ کے عذاب کاانتظارثابت ہوگیا کہ باپ بیٹے اور بھائی وغیرہ کی محبت پراللہ اوراسکے رسول کی محبت غالب ہوچہ جائیکہ اللہ اوراسکے رسول کے

دشمن یعنی کافروں سے محبت کرنا کیسا عظیم ستم ہے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

لا تـجد قوما یومنون باللہ والیوم الاخر یو آدون من حاد اللـه و رسولـه ولـو کـا نوا ابا ء هم او ابنا ء هم او اخوانهم اوعشیر تهم ط اولـئک کتـب فی قلو بهم الایما ن و ایدهم بروح منه ط و ید خلهم جنت تجری من تحتها الانهر خلدین فیها ط رضی الـله عنهم و رضو عنه ط اولـئک حزب الله الا ان حزب الله هم المفلحون .(المجادلہ:۲۲)

"تم نہ پاؤ گے انھیں کو جو ایمان لاتے ہیں اللہ اور قیامت پر کہ ان کے دل میں ایسوں کی محبت آنے پائے جنھوں نے اللہ اور اسکے رسول سے مخالفت کی چاہے وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہی کیوں نہ ہوں، یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کر دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی اور انھیں باغوں (جنت) میں لے جائے گا، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے راضی، یہ اللہ کی جماعت ہے، سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے"

ان آیات کریمہ میں اللہ عزوجل نے کفار سے نفرت وعداوت کے صلہ میں مومنین کو اپنی نعمت اور رحمت کی بشارت دی غور طلب یہ امر ہے کہ کفار و منافقین سے نفرت اور

عداوت میں اللہ عزوجل کی حکمت کیا ہے؟

حکمت

اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے اس کا کوئی فعل یا قول حکمتوں سے خالی نہیں بلکہ فقیر تو یہ کہے گا کہ اس کے ہر قول وفعل میں بیشمار حکمتیں ہین جن کا احصیٰ کوئی نہیں کر سکتا، وہی خوب جانتا ہے مگر جو اس نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمائی۔ تو ہر بندہ اتنا ہی جانتا ہے جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کو علم عطا فرمایا۔

نمبر۱: کافر و منافق، اللہ اور اس کے پیارے رسول کا دشمن ہے۔ (ﷺ)

نمبر۲: کافر و منافق، اللہ اور اس کے رسول کا باغی ہے اور اللہ و رسول کی گستاخی اور توہین کرنے پر فخر محسوس کرتا ہے۔

نمبر۳: کافر و منافق، اللہ کے دین کو مٹانے کے درپے ہیں، ان کی تمام توانائیاں اللہ کے دین کو مٹانے میں مصروف ہیں۔

نمبر۴: اللہ عزوجل نے ان کو مخلوق میں سب سے بدتر فرمایا ہے۔

نمبر۵: وہ تمام مخلوق میں ذلیل ہیں۔ اس لئے مومنین کو ان سے اجتناب اور نفرت لازم ہے۔

عزیزانِ ملت!

کفار و منافقین سے میل محبت کرنا خود کو ہلاک کرنا ہے۔ قیامت میں یہ لوگ پچھتائیں گیا ور اپنے ہاتھ چبائیں گے۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

و یوم یعض الظا لم علی یدیه یقول یٰلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا ٥ یو یلتی لیتنیٰ لم اتخذ فلانا خلیلا

(الفرقان ٢٧۔٢٨)

''اور جس دن ظالم اپنے ہاتھ چبالے گا کہ ہائے کسی طرح سے میں نے رسول کے ساتھ راہ لی ہوتی۔ وائے خرابی میری ہائے کسی طرح میں نے فلانے کو دوست نہ بنایا ہوتا۔''

معلوم ہوا کہ منافقین سے میل ومحبت کرنا مومنین کا کام نہیں ان لوگوں کو اللہ جل مجدہ نے ظالم فرمایا اور رسول کی راہ کے خلاف بتلایا لہٰذا ایسوں سے دوستی کرنا اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ناراض کرنا ہی نہیں بلکہ اللہ واحد وقہار کے قہر وغضب کو دعوت دینا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الکٰفرین اولیاء من دون المومنین ط اتریدون ان تجعلو الله علیکم سلطنامبینا .

(النساء:١٤٤)

''اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ مسلمانوں کے سوا، کیا یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کے لئے صریح حجت کرلو۔''

انتباہ!

اے عزیز جان لو کہ وہابیت کی تخم ریزی مولوی اسمٰعیل دہلوی اور ان کے سید احمد نے برصغیر (ہندوپاک) میں کی اور انگریزی سامراج نے اس کی خوب آبیاری کی، جس کی پاداش میں آج سارا ملک ظلم وفساد کا شکار ہے۔ آج یہ دین بخدی وہابی مختلف گروہوں میں مسلمانوں کی تباہی اور بربادی کے درپئے ہیں۔ انھوں نے گونا گوں روپ دھار لئے ہیں جیسے دیوبندی وتبلیغی، ان کی حقیقت کو جاننے کے لئے ہماری کتب ا۔ اہلسنت دیوبند کا عرفان ۲۔ پانچ مسائل کا جواب ۳۔ سبیل المومنین ۴۔ شمع ھدایت اور تبلیغی جماعت ۵۔ صاعقۃ الرضا علیٰ اعداء المصطفیٰ، وغیرھم کا مطالعہ فرمائیں۔ جماعت اسلامی کے لئے ا۔ مودودی اور قرآن ۲۔ مودودی عرفان کا مطالعہ کیجئے اور غیر مقلد یعنی اہلحدیث کیلئے ا۔ صمصام الازل ۲۔ غیر مقلد نام نہاد اہلحدیث ۳۔ کشاف القلوب لاھل الذنوب ۴۔ تقلید آئمہ ملت، وغیرھم کا مطالعہ کیجئے اور شیعہ یعنی رافضی کے لئے ہماری کتاب علی المرتضیٰ وعباد اللہ المجتبیٰ کا مطالعہ فرمائیں اور جماعت المسلمین کیلئے ا۔ جماعت المسلمین فی ضلال مبین ۲۔ جماعت المسلمین فی قرآن مبین کا مطالعہ کیجئے، راز طشت از بام ہو جائیگا۔

عزت

اللہ عزوجل نے مومنین کو عزت وکرامت عطا فرمائی (کما قال تعالیٰ):

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یعلمون (المنفقون:۸)

''اورعزت تو اللہ اوراس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔''

اس سے معلوم ہوا کہ کافر اور منافق اگر اس عزت وکرامت کو جانتا تو وہ بھی مسلمان ہو جاتا اور کفر ونفاق سے دور رہتا اور کبھی کفر نہ کرتا نیز دوسری جگہ یہ ارشاد فرماتا ہے:

ان الذین امنوا و عملواا لصٰلحٰت اولئک ھم خیرا البریه ہ جزاؤ ھم عندربھم جنٰت عدن تجری من تحتھا الانھر خٰلدین فیھا ابدا ط رضی اللہ عنھم ورضو عنه ط ذالک لمن خشی ربه. (البیّنۃ:۷۔۸)

''بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں، ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ (جنت) ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اس کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ مؤمنین عزت والے اور مخلوق میں سب سے بہتر ہیں اور کفار ومنافقین ذلیل اور مخلوق میں سب سے بدتر ہیں چنانچہ ان دونوں میں الحاق اور اتحاد نہیں ہوسکتا۔لہٰذا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

وما کان اللہ لیذر ا لمؤمنین علی ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب. (آل عمرآن:۱۷۹)

ترجمہ: اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب

تک جدا نہ کردے گندے (خبیث) کو ستھرے سے۔
چنانچہ اللہ عزوجل نے مؤمنین میں سے منافقین کو جدا کر دیا اور حضور اکرم ﷺ نے ایک ایک منافق کا نام لیکر مسجد شریف سے نکال دیا اور مسلمانوں سے ارشاد فرمایا:
ھوھذا: واما ینسینک الشیطٰن فلا نقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین (سورۃ الانعام:٦٨)
''اور جو کہیں تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ''
اور منافق کے متعلق مسلمانوں سے ارشاد فرمایا:
ولا تصل علیٰ احد منهم مات ابدا ولا تقم علیٰ قبرہ ط انهم کفروا باللّٰه و رسوله وماتوا وهم فٰسقون (سورۃ التوبہ:٨٤)
ترجمہ: اور ان میں سے کسی کی میّت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑے ہونا بے شک وہ اللہ اور اسکے رسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

برادرانِ ملّت!

منافق وہ کافر ہے جو خود کو مسلمان کہتا ہے اور ضروریاتِ دین میں سے کسی ضروری دین کا منکر ہو، جیسا کہ فرمایا کہ بعض پر ایمان لاتے اور بعض کے منکر ہوتے ہیں، ان کو مرتد بھی کہتے ہیں، ان کے عقائد پچھلے صفحات پر مذکور۔ اللہ واحدِ قہار کو ان کے پاس بیٹھنا بھی گوارا نہیں۔ ان لوگوں سے رشتے داری، شادی بیاہ تو ہرگز ہو ہی نہیں سکتی بلکہ ان کی صحبت اللہ کے قہر و غضب کا موجب ہے۔ اللہ اور اسکے

پیارے محبوب ﷺ تو کسی بدمذہب اور گمراہ کو بھی گوارا نہیں کرتے، جس کی گمراہی حدِ کُفر کو نہ پہنچی ہو اور شرعاً اُن کی تکفیر نہ کی گئی ہو اُن سے بھی اجتناب اور دور رہنے کا حکم فرمایا گیا ہے اور رشتے داری شادی بیاہ کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

بدمذہب وہ گمراہ مسلمان ہے جس کی گمراہی حدِ کفر کو نہ پہنچی کہ وہ کافر نہیں بلکہ گمراہ ہے۔اس کے بارے میں حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

لا يقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلٰوة ولا صدقة ولا حجا ولا عمره ولا جهاد ولا صرفا ولا عدلا .

اللہ تعالیٰ کسی بدمذہب کا نہیں قبول فرماتا روزہ نہ نماز نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد اور نہ کوئی نفل نہ کوئی فرض۔ (ابن ماجہ عن حذیفہ رضی اللہ عنہ)

معلوم ہوا کہ اللہ جل مجدہٗ کی جناب میں بدمذہب کا کوئی عملِ صالحہ شرفِ قبولیت نہیں پاتا، اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا:

ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم وان لقيتموهم فلا تسلموا عليهم ولا تجالسوهم ولا تشاربوهم ولاتواكلوهم ولا تناكحوهم ولا تصلوا عليهم ولاتصلوا معهم . (مسلم شریف)

یعنی بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو اور مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو، ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو اور اُن کے پاس نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ پانی نہ پیو اور ان کے ساتھ کھانا نہ

کھاؤ اوران کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو، ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھو اوران کے ساتھ نماز نہ پڑھو۔

حضور اکرم سیّد عالم ﷺ کا فرمان ہمارے ایمان کی جان ہے لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ بدمذہبوں سے قطع تعلق کریں، چاہے برا مانا کریں بے دین و گمراہ۔

علمائے دین کیلئے ارشاد فرمایا جاتا ہے:

اذ اظهرت الفتن او قال البدع ولم يظهر العالم علمة فعليه لعنة الله والملئكة والناس اجمعين لا يقبل الله منه صرفا ولا عدلا۔ (صواعق محرقہ)

جب فتنے ظاہر ہوں اور جب بے دینی پھیلنے لگے اس وقت عالم دین اگر اپنا علم ظاہر نہ کرے اور خاموشی اختیار کرے تو اس پر اللہ اور تمام فرشتوں اور سارے انسانوں کی لعنت ہے، اللہ نہ اس کا فرض قبول فرمائے گا نہ اُس کے نفل۔

اس حدیثِ پاک سے سبق لینا چاہیئے علماءِ دین کو کہ مؤمنین کی رشتے داری شادی اور بیاہ، بدمذھبوں سے ہو اور وہ اس موقع پر خاموش رہیں اور ان لوگوں کو منع نہ فرمائیں ، ان کیلئے لعنت ہے۔ اعلیٰحضرت امام اھلسُنّت مجدّد دین و ملّت الشاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

" بدمذھبوں کے ساتھ ایسا بڑا علاقہ (شادی بیاہ) پیدا کرنے سے دور

بھاگنا چاہئے۔ زوجیت وہ عظیم رشتہ ہے کہ خواہی نخواہی باھم اُنس ومحبت و اُلفت پیدا کرتا ہے۔"

(قال اللہ تعالیٰ)

ومن ایتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ ان فی ذالک لأیات لقوم یتفکرون ٥

ترجمہ: اللہ کی نشانیوں سے ہے کہ اس نے بنائیں تمہارے لیئے تمہاری ہی جنس سے جوروئیں (بی بیاں) کہ تم ان کی طرف رغبت کرو، ان سے مل کر چین پاؤ اور تمہارے آپس میں دوستی اور مہر رکھی، بیشک اس میں ٹھیک نشانیاں ہیں سوچنے والوں کیلیئے۔

اور بد مذہبوں سے دوستی پیدا ہونی، اس کی محبت دِل میں آنی، دین کو سخت نقصان دیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

المرء مع من احب۔

"آدمی کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔"

اور فرماتے ہیں:

الرجل علیٰ دین خلیله فلینظر احد کم من یخالل.

آدمی اپنے خالص دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تو غور کرے کہ کس سے دوستی کرتا ہے۔"

(رواہ ابو داؤد الترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهُ باسناد حسن)

انہیں آیات و احادیث سے یہ بھی واضح ہوا کہ بد مذہب عورت کو نکاح میں لاتے وقت یہ خیال کر لینا کہ ہم اس پر غالب ہیں ہمیں کیا نقصان دے گی بلکہ اسے سنی کریں گے محض حماقت ہے۔ یہ رشتہ تو دوستی میل ومحبت مہر پیدا کرتا ہے اور محبت میں آدمی اندھا بہرا ہو جاتا ہے؛ حدیث میں فرمایا:

حبک الشی یعمی و یصم.

(رواہ احمد والبخاری فی التاریخ و ابو داؤد عن ابی الدرداء وابن عساکر بسند حسن عن عبداللہ بن انیس والخرائطی فی اعتلال عن ابی بردہ الاسلمی رضی اللہ تعالی عنہم ۔)

دل پلٹتے خیال بدلتے کچھ دیر نہیں لگتی۔ اللہ عزوجل اپنے حفظ و امان ہی میں رکھے۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ان القلوب بین اجمعین من اصابع اللہ یقلبها کیف یشاء

(رواہ احمد والترمذی والحاکم عن انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ ورجالہ رجال مسلم۔)

اور اپنی بیٹی دینا تو سخت قہر، قاتل زہر ہے کہ عورتیں مغلوب و محکوم ہوتی ہیں۔

قال اللہ تعالی: الرجال قوامون علی النساء۔

پھر انہیں شوہر کی محبت بھی ماں سے باپ سے تمام دنیا سے زیادہ ہوتی ہے، حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ان للزوج من المرأة لشعبة ماھی لشی.

(رواہ ابن ماجہ و الحاکم عن محمد بن عبداللہ بن حجش رضی اللہ تعالی عنہ ۔)

"پھر وہ نرم دِل بھی زائد ہیں"

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"رویدک باء نجة رفقا بالقداریر ة تصات العقل و الدین بھی ھیں"

(فتاویٰ رضویه شریف جلد خامس صفحه ۱۳۵، ۱۳۶)

غور فرمایئے کیسا مسیحانہ اور ناصحانہ اندازِ بیان ہے، مؤمن کیلئے سبب حفاظتِ دین وایمان ہے۔

نیز اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"بدمذہب سے سنیہ (سنی لڑکی) کی تزویج (نکاح) ممنوع ہونے پر شرع مطہر سے دلائلِ کثیرہ قائم ہیں۔

دلیل اوّل قال الله عزوجل:

واما ینسینک الشیطٰن فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظٰلمین .

اور اگر شیطان تجھے بھُلا دے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھو۔

بدمذھبوں سے زیادہ ظالم کون ہے اور نکاح کی صحبت دائمہ سے بڑھ کر کونسی صحبت ہے، ہر وقت کا ساتھ ہے۔" (فتاوی رضویہ شریف جلد خامس صفحہ ۱۴۵)

بدمذہب کی تزویج اور صحبت پر اس قدر وعیدیں وارد ہیں تو جس کی گمراہی کفر میں نصف النہار سے زائد واضح اور ثابت ایسے کافروں سے جن کے عقائد کا بیان مختصراً اجمالاً پچھلے صفحات پر گزرا۔ ان کے متعلق اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"سنی بھائیوں سے توقع کہ صرف زبانی قبول بلکہ ہمیشہ اسی پر عمل فرمائیں گے اور اپنی کریمہ عزیز بنات (بیٹیاں) اخوات (بہنیں) کو ہلاکت و ابتلا اور دین و ناموس میں

گرفتاریٔ بلا سے بچائیں گے، وباللہ التوفیق۔

وہابی ہو یا رافضی (شیعہ) جو بدمذہب عقائدِ کفریہ قطعیہ رکھتا ہے جیسے ختم نبوت حضور ﷺ کا انکار یا قرآنِ عظیم میں نقص و دخل بشری کا اقرار تو ایسوں سے نکاح باجماع مسلمین بالقطع والیقین باطل محض و زنائے صرف ہے اگر چہ صورت سوال کے عکس ہو یعنی سنی مرد ایسی عورت کو نکاح میں لانا چاہے کہ مدعیان اسلام میں جو عقائد کفریہ رکھیں ان کا حکم مثل مرتد ہے۔ کما حققنا فی التالة المسفرة عن احکام البدعة المکفرة ظہیریہ ہندیہ و حدیقہ ندیہ وغیرہا میں ہے۔ احکامھم مثل احکام المرتدین اور مرتد مرد خواہ عورت کا نکاح تمام عالم میں کسی عورت و مرد مسلم یا کافر مرتد یا اصلی کسی سے نہیں ہوسکتا۔ خانیہ ہندیہ وغیرہما میں ہے۔ واللفظ لا خیرة لا مجوزا المرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة و کزالك لا یجوز نکاح المرتد مع احد کذا فی المبسوط۔ اور اگر ایسے عقائد خود نہیں رکھتا مگر کبرائے وہابیہ یا مجتہدین روافض حزبھم اللہ تعالیٰ کے وہ عقائد رکھتے ہیں انہیں امام و پیشوا یا مسلمان ہی مانتا ہو تو بھی یقیناً اجماعاً کافر ہے جس طرح ضروریاتِ دین کا انکار کفر ہے یوہیں ان کے منکر کو کافر نہ جاننا بھی کفر ہے۔ وجیز امام کردری و درمختار و شفائے امام قاضی عیاض وغیرہا میں ہے: واللفظ للشفاء مختصرا اجمع العلماء ان من شك فی کفرہ و عذابہ فقد کفر۔ اور اگر اس سے بھی خالی ہے، ایسے عقائد والوں کو اگر چہ ان کے پیشوایان طائفہ ہوں صاف صاف کافر مانتا ہے۔ اگر چہ بدمذہبوں سے اس کی توقع بہت ہی ضعیف اور تجربہ اس کے خلاف پر شاہد قوی ہے تو اب تیسرا

درجہ کفریات لزومیہ کا آئیگا۔ '' (فتاویٰ رضویہ شریف جلد خامس صفحہ ۱۳۹)

اے عزیز جس کے نکاح کو شریعتِ مطہرہ باطل ٹھہرائے، اس نکاح کو حق جاننے والا اور شریک ہونے والا خارج از اسلام، اس پر تجدید ایمان اور اگر بیوی رکھتا ہے تو تجدیدِ نکاح لازم ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ بقدر استطاعت اپنے بھائی مسلمانوں کو اللہ کے قہر و غضب سے ڈرائیں اور اس واحد قہار کے عذاب سے بچائیں کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہر مسلمان پر بقدر استطاعت لازم۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر :

مسلمانوں کی بھلائی اور فلاح اللہ عزوجل کو مطلوب و محبوب، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ؕ و اولئک ھم المفلحون (آل عمران: ۱۰۴)

'' (اے مسلمانوں) اور تم میں گروہ ایسا ہونا چاہئے کہ بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری بات سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۔ ''

اس آیت سے یہ واضح ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر فرضِ کفایہ ہے، دوسری جگہ ارشاد فرمایا جاتا ہے:

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوة و اتوا الزکوة و امروا بالمعروف و نھوا عن المنکر ۔ (الحج: ۴۱)

''وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں اور زکوٰۃ دیں
اور بھلائی کا حکم کریں اور بُرائی سے روکیں۔''

یہاں اُسی نماز و زکوٰۃ کے ساتھ بھلائی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کا بھی ذکر فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر حسب الاستطاعت لازم ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اچھی بات کا حکم کرو ورنہ خدا تمہارے بدتروں کو تم پر مسلط کر دیگا اور تمہارے افضل کی دعا نہ سنے گا اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص بندہ بے گناہ کو عوام کے سبب عذاب نہیں کرتا مگر اس وقت کہ بُرائی دیکھے اور باوجود قدرت کے منع نہ کرے اور فرماتے ہیں ہر مسلمان پر فرض ہے کہ ہاتھ سے جہاد کرے اور جو نہ کر سکے تو زبان سے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو دل سے مکروہ رکھے ورنہ مسلمان نہیں نیز جو گناہ کے وقت موجود ہے مگر دل اس کا ناخوش ہے گویا وہ غائب ہے مگر جو غائب ہے مگر دل سے گناہ پر راضی ہے گویا وہ گناہ میں حاضر ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ فلاں شہر کو زیر و زبر (اُلٹ پلٹ) کردو، عرض کیا الٰہی اس میں ایک مَرد نیک ہے کہ ایک دم تیری یاد سے غافل نہیں فرمایا اوروں کے گناہ پر ایک دَم تیوری نہیں چڑھاتا۔ یہی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شہر پر عذاب بھیجا جس میں اٹھارہ ہزار ایسے عابد تھے کہ عمل ان کا مانند عمل پیغمبروں کے تھے، اس واسطے کہ خدا کے واسطے

اوروں کے گناہ پر غصہ نہ کرتے تھے۔ (قال تعالیٰ)

واتقوا فتنة لا تصيبن الذين ظلمو منكم خاصة . (الانفال :۲۵)

”اور اس فتنے سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم میں سے خاص ظالموں کو ہی نہ پہنچے گا۔“

امام غزالی روایت کرتے ہیں کہ حضرت یوشع علیہ السلام پر وحی آئی کہ ایک لاکھ آدمی تیری فوج کے ہلاک کروں گا، چالیس ہزار اچھے اور ساٹھ ہزار بدکار، عرض کیا الٰہی نیکوں کی ہلاکت کا کیا سبب ہے ارشاد ہوا میرے لیئے اوروں سے دشمنی نہیں رکھتے ہیں اور کھانے پینے میں ان سے پرہیز نہیں کرتے ہیں۔

فائدہ: اس جگہ کئی امر قابلِ بیان ہیں امر اوّل احتساب سب مسلمانوں پر واجب اور اسکا جاننا اور شرائط کا دریافت کرنا لازم۔ جاننا چاہیئے کہ ہر مکلّف مسلمان اگرچہ خود عادل اور پارسا نہ ہو اور بادشاہ نے اسے مقرّر نہ کیا ہو، شرعاً احتساب کر سکتا ہے، اس لیئے کہ اگر عدالت اور پارسائی شرط ہو، طریقہ احتساب درہم برہم ہو جائے۔ ہر شخص پر دو باتیں واجب ہیں، ایک یہ کہ خود نہ کرے اور دوسرے، اوروں کو نہ کرنے دے“

(تلخیص الکلام الاوضح فی تفسیر الم نشرح، صفحہ: ۳۰)

عاجزانہ التماس:

مسلمان بھائیوں سے بصد کمال ادب معروض ہے کہ اللہ اور اُس کے پیارے محبوب محمد ﷺ کی خوشنودی اور رضامندی کو ہر حال میں مقدم جانیں اور حضور

اکرم ﷺ کی ناراضگی اور اللہ واحد قہار کے قہر و غضب سے اس کی پناہ مانگیں اور جو لوگ گمراہ اور بے دین ہیں اُن سے دُور اور نفور رہیں۔ اُن سے محبت اور عظمت ہلاکت جان و بربادی ایمان کا سبب ہے۔ اپنی لخت جگر، بنات اور اخوات کو ہرگز ان کے حوالے نہ کریں اور اپنے اعزاء اور احباب کو بھی ان امورِ مذکورہ سے مطلع فرمائیں اور عیش دنیا کی خاطر اپنی عاقبت کو تباہ اور برباد نہ کریں اور خود جان بوجھ کر اپنے کو آتش میں نہ ڈالیں۔

فقیر نے بغرضِ خیر خواہی مسلمانان یہ رسالہ ہدایت قبالہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا اور اپنے فرض سے بحمدہٖ سبکدوش ہوا۔ اللہ عزّ وجل اس رسالہ کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور مسلمانوں کیلئے رشد و ہدایت کا سبب بنائے۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم و تب علينا انك انت التواب الرحيم وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه و نور عرشه و زينة فرشه سيدنا و نبيّنا و مولٰنا و ملجانا محمد و اٰله و اصحابه و بارك وسلم۔

فقیر سگ بارگاہ رضا محمد عبد الوہاب خان القادری الرضوی غفرلہٗ

۸۔ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ مطابق ۳ فروری ۲۰۰۱ء

تضمین بر کلام آقائے نعت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ

از پروفیسر ریاض احمد بدایونی

شراب حُبِّ نبی ﷺ کا ایاغ لے کے چلے
چلے تو طیّب و طاہر دماغ لے کے چلے
مدینہ پاک کا نوری سراغ لے کے چلے
لحد میں عشقِ رُخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سُنی تھی، چراغ لے کے چلے

جو تیرے ماننے والے ہیں وہ ہیں اہل سخا
ملے گا سارے وفا داروں کو وفا کا صلہ
یہ لوگ دل میں لئے پھر رہے ہیں نورِ وفا
تیرے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

بہشت بن کے رہے کیوں نہ غم گسار کی قبر
ہزار خلد بکف اہلِ انتظار کی قبر
ہے قربِ خاص میں ہر ایک جاں نثار کی قبر
جنان بنے گی مُحبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینے میں یہ چار باغ لے کے چلے

اگر عقیدہ و نسبت نہو، وہاں کیوں جائے
منافقت سے بھلا کیوں محمدی کہلائے
ہے تیرتھوں کی کمی کیا، وہیں پہ دُھونی رمائے
گئے زیارتِ دَر کی، صد آہ واپس آئے
نظر کے اشک پُچھے دل کا داغ لے کے چلے

یہ طیبہ، رشکِ زمان و مکاں ہے، وہ سُن لیں
یہ بطحا، قبلہ گہِ عاشقاں ہے، وہ سُن لیں
یہ شہر، خلد نشاں گلستاں ہے، وہ سُن لیں
مدینہ جانِ جناں و جہاں ہے وہ سن لیں
جنہیں جنونِ جناں سُوئے زاغ لے کے چلے

تو اپنے جہل پہ نازاں ہے، علم سے بے غم
تو ایک مصرعِ بے وزن، تیری لے مدّھم
تیرا وجود ہے بد بختیوں کا ایک سنگم
ترے سحابِ سخن سے نہ نم کہ نم سے بھی کم
بلیغ بہرِ بلاغت، بلاغ لے کے چلے

بتاؤ بطحا سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے؟
بھلا طیبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے؟
جمالِ کعبہ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے؟
حضورِ طیبہ ﷺ سے بھی کوئی کام بڑھ کر ہے
کہ جھوٹے، حیلۂ مکر و فراغ لے کے چلے

حضورﷺ کے رہے ہر دم خیال میں جبریل
تھے محو، سرورِ دیںﷺ کے جمال میں جبریل
زہے نصیب، تھے قربِ وصال میں جبریل
تمہارےﷺ وصفِ جمال وکمال میں جبریل
مُحال ہے مَجال و مَساغ لے کے چلے

یہ بات ہو گئی ثابت ہر ایک عنواں سے
بعید کچھ بھی نہیں ایک ناطق حیواں سے
دلیل مل گئی محکم ہمیں یہ قُرآں سے
گلہ نہیں ہے مُریدِ رشیدِ شیطاں سے
کہ اُس کے وسعتِ علمی کا لاغ لے کے چلے

صفات و ذات میں بھی یہ جُدائی کرتا ہے
دلیل لائے کہاں سے، ڈھٹائی کرتا ہے
یہ وہ ہے، اپنے بڑے کی بُرائی کرتا ہے
ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
یہ مغبچہ، مُغ کا ایاغ لے کے چلے

بسائی پورے دھڑلے سے کِذب کی دنیا
کیا بلند جہاں بھر میں جھوٹ کا جھنڈا
دلوں میں ڈال لیا ان کے، کفر نے ڈیرا
مگر خدا پہ جو دھبّہ دروغ کا تھوپا
یہ کس لعین کی غلامی کا داغ لے کے چلے

ہر ایک بات ہے جھوٹی، درست اور قدوس
حیاتِ کفر ہے تیری، درست اور قدوس
فریب خوردۂ ہستی، درست اور قدوس
وقوعِ کِذب کے معنی درُست اور قدّوس
ہیئے کی پھوٹے، عجب سبز باغ لے کے چلے

یہ شخص کیسا ہے، ایمان اِس کا کیسا ہے
عقیدہ اِسکا جو الحادوکفر جیسا ہے
یہ اہلِ دین میں واللہ ایسا ویسا ہے
جہاں میں کوئی بھی کافر سا کافر ایسا ہے
کہ اپنے رب پہ سفاہت کا داغ لے کے چلے

نرالی اُس کی ہے خصلت کہ شوربے ہی سے کھائے
عجب ہے اس کی طبیعت کہ شوربے ہی سے کھائے
ہے کور دیدہ کی فطرت کہ شوربے ہی سے کھائے
پڑی ہے اندھے کو عادت کہ شوربے ہی سے کھائیں
بیڑ ہاتھ نہ آئی تو زاغ لے کے چلے

ہے قدرتی یہ وتیرہ خبیثہ بہرِ خبیث
گناہگاروں کا پردہ خبیثہ بہرِ خبیث
ہے داعیہ کا بھی غلبہ خبیثہ بہرِ خبیث
خبیث بہر خبیثہ خبیثہ بہرِ خبیث
کہ ساتھ جنس کو بازوکلاغ لے کے چلے

حرام کو جو بتائے حلال، شیطاں ہے
ہے کون جو اسے بھی کہے مسلماں ہے
جو فرق کفر وایماں میں ہے آساں ہے
جو دین کوؤں کو دے بیٹھے اُن کو یکساں ہے
کُلاغ لے کے چلے یااُلاغ لے کے چلے

کبھی مدینے کے لوگوں کے پاؤں بھی چومے
مسافرِ رہِ قبلہ کے پاؤں بھی چومے
ریاض! زائرِ بطحا کے پاؤں بھی چومے
رِضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

ریاض بدایونی عفی عنہ

فہرست تصانیف

مصنف

حضرت مفتی عبد الوہاب خاں قادری

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں علیہ الرحمۃ

تصانیف مفتی محمد عبدالوہاب قادری	المعروف
صمصام الازل علی عنق ابی جہل	قادری تلوار
آیت من آیات الرحمٰن علی رد توحید خالص للشیطن	توحیدی فرقے کے خدوخال
کشاف القلوب لاہل الذنوب	دل کا علاج
غیر مقلدین بمقابلہ رب العالمین	
تقلید آئمہ ملت بجواب اصلی اہل سنت	
شمع ہدایت اور تبلیغی جماعت	
دہلی کے برکات	
مسلمانوں کا احترام کرو	مع علمائے دیوبند کا محبوب مشغلہ اور دین کا اہم فریضہ
تقویت الایمان بمقابلہ عظمت قرآن	
مصباح الظلام علی رد اعداء الاسلام	اہلسنت دیوبند کا عرفان
خیر الہدیٰ لدفع الطغیٰ	دامن کو ذرا دیکھ
صاعقۃ الرضا علی اعداء المصطفی ﷺ	مطالعہ بریلویت کی جھلکیاں ڈاکٹر محمود اپنے علم وحواس کے آئینہ میں
ضرب الصالحین علی رؤس الشیاطین	دکھتی آنکھوں کو برا لگتا ہے سورج
صداقت دین کا نشان امام احمد رضا خان	دیوبندی پمفلٹ کا جواب

مفاتیح القرآن بعطاء الرحمٰن

ضیاء الابرار علی رد اوھام الفجار

احکام المبین علی الکفار والمرتدین

علمائے دیوبند کا اجمالی تعارف اور انکی دینی وملی خدمات کا مختصر جائزہ

مودودی عرفان فی تفہیم القرآن

مودودی اور قرآن

جماعت المسلیمن فی ضلال مبین

انعام الحق بجواب پیام حق

سبیل المؤمنین فی قرآن مبین

انواع الانسان علی ھدایۃ والطغیان

توضیح کلمات اللہ لدفع ھذیان عدو اللہ

نبی الانبیاء ماحی الذنوب والخطاء

خیر الناجیہ فی نیاز والفاتحہ

مقام الانسان عند الرحمٰن

مکروہات نماز

تراجم قرآن اور امام احمد رضا خان

ایک اعتراض اور اسکا جواب

زیر طبع

مودودی کی تفہیم القرآن کا جائزہ

جماعت المسلمین کی گمراہی

تنظیم المسلمین اور اسلام

آفتاب نبوت کی ضیاء پاشیاں

سچے مسلمان فرقہ داریت سے پاک ہیں

نبی کی شان میں گستاخی کفر ہے

نبی ﷺ ہمارے ڈوبتوں کو بچانے والے۔

نیاز دلاؤ فلاح پاؤ

مقام انسانیت

دعوۃ الفلاح	
علی المرتضی وعباد الله المجتبی	مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے چاہنے والے
آیت من آیات الایمان۔ صلوٰۃ وسلام قبل الازان	اللہ کا پیغام، بھیجو ان پر درود وسلام
صراط الصالحین علی رد کید الشیاطین	پانچ مسائل کا جواب
جماعت المسلمین فی قرآن مبین	
کنوز الایقان فی سد تقویة الشیطن	
تنویر الابصار علی رد ظلمات الفجار	
احکام المبین علی الکفار ردالمرتدین	
تزویج النساء فی تحریم النکاح	
ذکر المحبوب لشطین القلوب	
میلاد کراؤ ایمان بچاؤ	

خیر الہدیٰ لدفع الطغیٰ

انکار ختم نبوت

توہین رسالت

تنقیص رسالت

بغض

بے ادبی

عناد

حسد

گستاخی

جلن

دامن کو ذرا دیکھ

مصنف
خلیفہ مفتی اعظم ہند مفتی محمد عبدالوہاب خان القادری الرضوی

منجانب
مکتبہ رضا
بزم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا
CA-17 الفلاح ہاؤسنگ سوسائٹی، شاہ فیصل کالونی، کراچی۔